رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۳۵

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ ـ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

الفضل

قادیان

تار کا پتہ الفضل قادیان

ایڈیٹر غلام نبی

ہفتہ میں تین بار

The ALFAZL QADIAN.

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند

نمبر ۱۴	۱۸ ربیع الثانی سنہ ۱۳۵۳ھ	یوم سہ شنبہ	مطابق ۳۱ جولائی سنہ ۱۹۳۴ء	جلد ۲۲

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

سعید روحیں بہر حال ہدایت پالیتی ہیں

"ظاہری بحثوں اور مناظرات سے دل نرم نہیں ہو سکتا۔ بلکہ جہاں تک میرا تجربہ ہے میں دیکھتا ہوں کہ آجکل کے مباحثات و مناظرات مخالفت و کینہ و بغض کو بڑھانے والے ہیں اور ان کا ضرر ان کے فائدہ سے بہت زیادہ ہے۔ یہ بھی دیکھا ہے کہ مجرد مشاہدہ خوارق اور کرامات کا کسی کی ہدایت کے لئے کافی نہیں۔ بلکہ ہدایت امر منجانب اللہ ہے۔ جو سعید روحیں ہیں۔ بہر حال اس کو پالیتی ہیں"

(الحکم ۱۰ اگست ۱۹۰۳ء)

مدینۃ المسیح

۲۹ - جولائی۔ خدا تعالےٰ کے فضل سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی صحت اچھی ہے۔ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں بھی خیر و عافیت ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔

۲۶ - جولائی لوکل انجمن احمدیہ کے زیر انتظام رات کے نو بجے جلسہ ہوا۔ جس میں احراریوں کے اعتراضات کے جواب میں تقریروں کے علاوہ ایک تقریر ایک حافظ صاحب نے بھی کی۔ جو سرگرم احراری رہ چکے ہیں۔ ریاست جموں کے خلاف جتھہ بازی کے دوران میں احراریوں کو مالی امداد دے چکے۔ بلکہ خود بھی اسی سلسلہ میں قید ہو چکے ہیں۔ اور اب خدا کے فضل سے احمدی ہو گئے ہیں۔ انہوں نے بتایا۔ کہ ہر کام میں مسلمانوں کی ناکامی نے مجھے احمدیت کیطرف متوجہ کیا۔ اور آخر احمدیت میں داخل ہو کر اطمینان قلب حاصل ہوا۔

کئی دن کے امساک کے بعد ۲۸ - ۲۹ کو اچھی بارش ہوئی۔

اخبار احمدیہ

جماعت احمدیہ لاہور کا قائم مقام امیر

پروفیسر قاضی محمد اسلم صاحب

امیر جماعت احمدیہ لاہور نے موسم گرما کی تعطیلات لاہور سے باہر گزارنے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز سے منظوری حاصل کی ہے۔ اور حضور نے اُن کی جگہ تا اختتام تعطیلات موسم گرما شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ ٹمپل روڈ۔ لاہور) کو جماعت احمدیہ لاہور کا قائم مقام امیر مقرر فرمایا ہے ۞ ناظر اعلےٰ - قادیان ۞

درخواست ہائے دُعا

(۱) مکرم بھائی عبدالجلیل صاحب لہوسوکن - سماٹرا سے لکھتے ہیں۔ کہ عرصہ سات ماہ کا ہؤا۔ ہم افرادِ جماعت احمدیہ لہوسوکن سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ اُس وقت سے مصائب و آلام کا تختۂ مشق بنے ہوئے ہیں۔ حتےٰ کہ ہمارے مخالفین نے ہمیں مسجد میں نماز پڑھنے سے بھی روک دیا ہے۔ اور سخت مصیبت کا سامنا ہے۔ احباب مصائب و فتن کے دُور ہونے اور دین و دُنیا میں سلامتی کے حصول کی دُعا کریں ۞ (۲) میری بڑی ہمشیرہ کے تینوں بچے دو لڑکے اور ایک لڑکی تین ہفتے کے اندر اندر فوت ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب جماعت سے پسماندگان کے لئے درخواست دُعا ہے۔ خاکسار سلطان احمد بسرا چک ۹۹ شمالی سرگودھا ۞ (۳) میرا بچہ عزیز مسعود احمد تقریباً چھ سات ماہ بیمار رہ کر ۲۱- جولائی کو فوت ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب کی خدمت میں مؤدبانہ گزارش ہے۔ کہ میرے لئے اور اس کی والدہ کے لئے صبر جمیل کی دُعا کی جائے۔ نیز یہ کہ اللہ تعالےٰ نعم البدل عطا فرمائے۔ خاکسار محمد دین۔ کلرک الفضل ۞ (۴) احقر ایک دینی مقصد میں کامیابی کے لئے تبادلہ کرانا چاہتا ہے۔ کامیابی کے لئے دُعا کی جائے۔ محمد ابراہیم احمدی مدرس۔ ونیس آباد ضلع شیخوپورہ ۞ (۵) میرے لئے میری بیوی۔ بچوں کے لئے دینی و دُنیوی ترقیات کیلئے احباب اللہ تعالےٰ کے حضور دُعا فرمائیں ۞ حاجی شیخ فضل حق سوداگر شہر جہلم۔ (۵) میری لڑکی آٹھ ماہ سے بوجہ بخار بیمار ہے۔ نیز اہلیہ بھی بیمار ہے صحت کے لئے دُعا کی جائے۔ حاجی بلاول احمدی باڈرہ۔ ضلع لاڑکانہ ۞ (۶) خاکسار اپنے گاؤں اور بیس کوس کے علاقہ میں اکیلا ہی احمدی ہے۔ مخالفین ہر طرح سے تنگ کر رہے ہیں۔ احباب جماعت سے استدعا ہے کہ میرے لئے دردمندانہ دُعا فرمائی جائے۔ کہ حق تعالےٰ مجھے مخالفین کے شر سے محفوظ رکھے۔ اور دینی و دُنیوی بہتری کے سامان پیدا کرے ۞ خاکسار عطا محمد احمدی جے وی خضر آباد ضلع انبالہ ۞ (۷) میاں فضل محمد صاحب ساکن موضع بجولا- ریاست کپورتھلہ اپنے گاؤں میں اکیلے احمدی ہیں۔ ایک مخالف مولوی کی انگیخت پر گاؤں والوں نے ان کا مکمل بائیکاٹ کیا ہؤا ہے۔ اور مسجد میں نماز پڑھنے سے بھی روک دیا ہے۔ طرح طرح کی ایذا رسانی کر رہے ہیں۔ احباب سے التماس ہے کہ مخالفین کے شر سے محفوظ رکھنے کے لئے اُن کے لئے دُعا فرمائیں۔ محمد احمد سکرٹری انجمن احمدیہ کپورتھلہ ۞

تلاش

(۱) میرے لڑکے میاں شیخ احمد صاحب کو گھر سے روزگار کی تلاش کے لئے گئے ہوئے تقریباً ۴ ماہ ہو گئے ہیں۔ انہوں نے آج تک اپنے متعلق کوئی اطلاع نہیں دی کہ کہاں ہیں۔ ان کی اہلیہ ان کی عدم موجودگی میں فوت ہو گئی ہے۔ وُہ جہاں ہوں۔ اطلاع دیں۔ غلام محمد پنشنر سب انسپکٹر قادیان ۞ (۲) ہماری جماعت کے امام غلام حسن صاحب کے لڑکے میاں فضل حق ٹیلر عرصہ ڈیڑھ سال سے روزگار کی تلاش میں کہیں باہر گئے تھے۔ جو سات آٹھ ماہ سے عدم پتہ ہیں۔ ان کے گھر میں سخت بے چینی ہے۔ وُہ جلدی گھر آ جائیں۔ یا اپنے پتہ سے آگاہ کریں۔ اگر کسی دوست کو ان کا علم ہو۔ تو وُہ مندرجہ ذیل پتہ پر آگاہ فرمائیں۔ عبدالغنی کلارک دفتر خزانہ جہلم پنجاب ۞

اعلان نکاح

(۱) ۲۰- جولائی ۱۹۳۲ء شیخ محمد یوسف صاحب سیکرٹری انصار اللہ لائل پور کا نکاح شیخ محمد اسمٰعیل صاحب کی لڑکی زبیدہ بیگم سے بعوض مبلغ پچاس روپیہ مہر قاضی محمد نذیر صاحب مولوی فاضل نے پڑھایا۔ علی احمد از لائل پور ۞

ولادت

خدا کے فضل و کرم سے خاکسار کے ہاں ۱۸ جولائی لڑکا پیدا ہؤا۔ احباب مولود کی درازیٔ عمر۔ نیک اور خادم دین ہونے کے لئے دعا فرمائیں۔ خاکسار بشیر احمد ولد منشی مولا بخش صاحب لاہور ۞

(۲) خدا تعالےٰ کے فضل سے ۲۵- جولائی ۱۹۳۲ء کو جناب حکیم ابوطاہر محمود احمد صاحب امیر جماعت ہائے احمدیہ بنگال و کلکتہ کے ہاں لڑکی تولد ہوئی۔ احباب و بزرگان سلسلہ سے درخواست ہے۔ کہ وُہ دُعا فرمائیں۔ خدا تعالےٰ مولودہ کو عمر دراز عطا کرے۔ نیک بخت اور خادمۂ دین بنائے۔ خاکسار رسید کریم بخش۔ کلکتہ ۞

وفات

۲۴- جولائی میری ہمشیرہ بعمر ۱۷ سال وفات پا گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب دعائے مغفرت فرمائیں ۞ عبداللہ۔ دفتری الفضل ۞

نظارت تعلیم وتربیت کو آنریری کارکنوں کی ضرورت

مَنْ اَنْصَارِیْ اِلَی اللہ

صیغہ تعلیم و تربیت کے لئے کچھ ایسے دوستوں کی ضرورت ہے۔ جو تربیت جماعت کے لئے کچھ وقت دے سکیں مثلاً سکولوں کے مدرسین یا اور ملازم پیشہ احباب جن کو سرکاری طور پر موسمی یا اور اور تعطیلیں مل جاتی ہیں۔ یا مل سکتی ہوں۔ اور وُہ ان تعطیلوں میں سے کچھ وقت دین کی خدمت کے لئے وقف کر سکیں۔ براہ کرم ایسے احباب اپنے نام سے مجھے اطلاع دیں نیز یہ بھی تحریر فرمائیں۔ کہ وُہ کس قدر وقت اور کس ماہ میں دے سکیں گے۔ نیز اس کے علاوہ اور صاحب بھی جو ملازم پیشہ نہ ہوں۔ اور وقت دے سکیں۔ وُہ بھی اپنے نام لکھوا سکتے ہیں ۞

اخراجات سفر صیغہ ہٰذا سے دیئے جائیں گے ۞

احباب کو چاہیئے۔ کہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں اس موقعہ میں شامل ہو کر عنداللہ ماجور ہوں۔ اللہ تعالےٰ توفیق عطا فرمائے۔ (ناظر تعلیم وتربیت۔ قادیان)

ضروری اعلان

۲۶- جون کے اخبار میں جو اعلان جماعت ہائے احمدیہ کے حسابات کا ہؤا تھا۔ اس میں بعض جماعتوں کے حسابات بعد کی پڑتال سے صحیح ثابت نہ ہوئے۔ اس لئے ان جماعتوں سے مقابلہ کر کے دوبارہ اعلان کیا جاتا ہے ۞

نام جماعت	بجٹ جو آخر میں منظور ہؤا	رقم وصول شدہ
جماعت راولپنڈی	۳ ۴ ۲۲	۳ ۴ ۲۵
جماعت ایبٹ آباد	۴ ۰۰	۴ ۰۰
مالاکنڈ صوبہ سرحد	۱ ۸ ۱۵	۱ ۸ ۱۵
سڑوعہ ضلع ہوشیارپور	۴ ۷ ۲	۴ ۸ ۲
تیجہ کلاں ضلع گورداسپور	۶ ۲	۶ ۲

ناظر بیت المال۔ قادیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۱۴ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۸ ربیع الثانی سنہ ۱۳۵۳ھ | جلد ۲۲

گاندھی جی کا زوال

گاندھی جی کی تمام سیاسی سرگرمیوں میں یہ بات بالکل واضح نظر آتی ہے۔ کہ ان کے مدنظر ہمیشہ ہندوؤں کا مفاد رہا ہے۔ اس کے لئے انہوں نے اقلیتوں اور خاص کر مسلمانوں کے حقوق کو نظر انداز کرنے سے کسی موقعہ پر بھی دریغ نہ کیا۔ آخر نتیجہ وہی ہوا۔ جو ہونا چاہیئے تھا۔ کہ گاندھی جی کو سخت ناکامی ہوئی۔ اور وہ سیاسیات کو چھوڑ کر خالص ہندوانہ مقاصد کی تکمیل کے لئے وقف ہو گئے۔ چنانچہ انہوں نے اچھوت اقوام کے گلے میں ہندوؤں کی غلامی کی زنجیر زیادہ مضبوطی سے کسنے۔ اور انہیں ہندوؤں کا آلۂ کار بنائے رکھنے کے لئے "اچھوت ادھار" تحریک شروع کر دی۔ اور اعلان کر دیا۔ کہ "ہریجن تحریک کا مقصد صرف ہندو قوم۔ ہندو دھرم۔ اور ہندو سوسائٹی کو قوت پہنچانا ہے"۔

یہ حالات دیکھ کر وہ مسلمان بھی جو کسی نہ کسی وجہ سے گاندھی جی کے ساتھ ان کی سیاسی سرگرمیوں میں شریک ہو گئے تھے۔ اور ان کی قیادت میں کام کرتے رہے تھے۔ چونکہ گاندھی جی کو اپنی اصلی شکل وصورت میں دیکھتے ہوئے ان سے متنفر ہو گئے۔ اور آج یہ حالت ہے۔ کہ سوائے ان چند ایک اشخاص کے جو انگلیوں پر گنے جا سکتے ہیں۔ اور جنہیں مسلمانوں میں کوئی قدر و وقعت حاصل نہیں ہے۔ تمام کے تمام مسلمان گاندھی جی کو ایک متعصب ہندو۔ ایک فرقہ پرست لیڈر۔ اور ایک خود غرض انسان سمجھ چکے ہیں۔ اور ان کی سرگرمیوں کا مقابلہ کرنا اسی طرح فرض سمجھتے ہیں جس طرح دوسرے تنگ دل اور کینہ ور ہندو لیڈروں کی سرگرمیوں کا۔

مگر ہندوؤں کی اب بھی یہی کوشش ہے۔ کہ وہ گاندھی جی کو تمام ہندوستان کا لیڈر اور تمام اقوام کا راہنما ظاہر کریں۔ اور یہ بتائیں۔ کہ مسلمانوں کو اب بھی گاندھی جی پر ویسا ہی اعتماد ہے جیسا کہ کسی وقت غلطی سے ایک طبقہ نے ظاہر کیا تھا۔ اور یہ درست نہیں ہے۔ کہ گاندھی جی مسلمانوں میں اپنی قدر و وقعت بالکل کھو چکے ہیں۔ چنانچہ اخبار "آریہ مسافر" (۲۲- جولائی) لاہور میں گاندھی جی کی آمد پر لوگوں کے ہجوم کا ذکر کرتا ہوا لکھتا ہے:-

"مرزائی اور مسلم اخبارات جن کا عرصہ سے صرف یہی کام رہ گیا ہے۔ کہ وہ مہاتما گاندھی کے اثر و رسوخ کو اپنے ناظرین پر کم ظاہر کریں۔ اور اس طرح مسلمانوں کے دلوں سے مہاتما کے متعلق محبت وعقیدت کے جذبات کو دور کر سکیں۔ انہیں بھی بشرطیکہ وہ ایمانداری سے کام لیں۔ یہ پتہ لگ گیا ہو گا کہ ابھی تک تمام ملک مہاتما گاندھی کے ساتھ ہے۔ اور ان پر اپنی جان ومال سب کچھ نچھاور کرنے کو تیار ہے"۔

اس میں شک نہیں۔ کہ گاندھی جی کی لاہور میں آمد پر ہندوؤں نے ان کے کھوئے ہوئے وقار کی بحالی کے لئے جلوس اور جلسوں کے ذریعہ انتہائی کوشش کی۔ بہت بڑے ہجوم ہوئے۔ لیکن یہ ہجوم اور گاندھی جی کی آمد اس بات کا کھلا ہوا ثبوت تھی۔ کہ ان کی جو کچھ وقعت ہے۔ وہ صرف ہندوؤں کی نگاہ میں ہے۔ کیونکہ تمام ہجوم خالصۃً ہندوؤں کے تھے۔ اور گاندھی جی کی آمد ایک فرقہ وارانہ مقصد یعنی اچھوت ادھار کے لئے تھی۔ اس صورت میں یہ کہنا۔ کہ "ابھی تک تمام ملک مہاتما گاندھی کے ساتھ ہے۔ اور ان پر اپنی جان ومال سب کچھ نچھاور کرنے کے لئے تیار ہے"۔ قطعاً نادرست ہے۔ ظاہر ہے۔ کہ ملک میں گاندھی جی کو جو اثر و رسوخ حاصل ہوا تھا۔ وہ پولیٹیکل وجوہات کی بنا پر تھا۔ مگر آج حالت یہ ہے۔ کہ سیاسیات کے لحاظ سے نہ صرف مسلمان اور دوسری اقوام گاندھی جی پر کسی قسم کا اعتماد نہیں رکھتیں۔ بلکہ خود ہندو بھی انہیں سیاسیات میں سخت ناکام قرار دے رہے ہیں۔ لاہور میں ہی سنٹرل ہندو یوتھ سبھا نے گاندھی جی کو جو چٹھی لکھی۔ اس میں ان کے پونا پیکٹ کو "ہندوؤں کے لئے مہلک ضرب" ان کی کورے چیک کی پیشکش کو ان کے "سیاسی تدبر کا بدیہی دیوالہ" اور "بدترین بزدلی"۔ کمیونل ایوارڈ کے متعلق ان کے رویہ کو "قوم پرستی اور جمہوریت کے بنیادی اصول کے صریح خلاف" بتایا گیا۔

غرض پولیٹیکل لحاظ سے گاندھی جی ملک میں اپنا اثر و رسوخ بالکل کھو چکے ہیں۔ اور ہندو ابھی تک ان کی جو آؤ بھگت کر رہے ہیں۔ وہ محض ان کے ہندو اور "مہاتما" ہونے کے لحاظ سے ہے۔ چنانچہ اخبار "پرتاپ" (۲۲- جولائی) نے صاف طور پر لکھدیا ہے کہ "لاہور میں لاکھوں آدمی جو ان کے درشن کے لئے بے تاب تھے۔ وہ ان کے پولیٹیکل لیڈر ہونے کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ مہاتما ہونے کی وجہ سے تھے"۔ اور یہ مہاتما پن بھی سخت خطرہ میں ہے نہ صرف ان ہندوؤں کی وجہ سے جو اچھوت ادھار کی تحریک کو ہندو دھرم کے خلاف سمجھتے ہیں۔ اور جن کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اس وقت تک وہ گالیوں سے لے کر بم پھینکنے تک کا ارتکاب کر چکے ہیں۔ بلکہ ان ہندوؤں کی طرف سے بھی۔ جو ابھی تک گاندھی جی کو مہاتما قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ "پرتاپ" نے لکھا ہے کہ "مہاتما جی کو فیصلہ کرنا چاہیئے۔ کہ اگر وہ مہاتما رہنا چاہتے ہیں تو ان کو راج نیتی دھرم کے آدھین کرنی پڑے گی۔ نہ کہ دھرم کو راج نیتی کے آدھین" یعنی انہیں اپنی تمام پولیٹیکل سرگرمیاں ہندو دھرم کے ماتحت رکھنی چاہئیں۔ ورنہ وہ مہاتما نہیں رہ سکیں گے۔

ان واقعات کی موجودگی میں صاف ظاہر ہے کہ گاندھی جی مسلمانوں میں تو اپنے اثر و رسوخ کو بالکل کھو ہی چکے تھے ہندوؤں میں بھی ان کی پوزیشن بہت مخدوش ہو چکی ہے۔

علماء کے فتوؤں کی حقیقت

علماء کہلانے والوں نے دین کو جس طرح بازیچۂ اطفال بنا رکھا ہے۔ اس کا پتہ اس بات سے لگ سکتا ہے۔ کہ وہ جب چاہیں۔ کسی چیز کو جائز قرار دے لیتے ہیں۔ اور جب چاہیں۔ اسے ناجائز بتا دیتے ہیں۔ کچھ عرصہ ہوا۔ جب مولوی ثناء اللہ صاحب سے پوچھا گیا۔ کہ "بذریعہ فونوگراف کسی قاری کی قرأت قرآن پاک کو سننا جائز ہے۔ یا نہیں۔ مثلاً سلطان ابن سعود کے خطبے یا عرب وعجم کے کسی قاری کی قرأت قرآن پاک وغیرہ"۔ تو مولوی صاحب نے یہ فتوے دیا۔ کہ "جائز ہے۔ منع کی دلیل نہیں"۔ (اہلحدیث ۸ - اگست سنہ ۱۹۳۰ء) جب یہ فتویٰ شائع ہوا۔ تو ہندوستان کے علماء میں سے کسی نے اسے غلط قرار نہ دیا۔ لیکن حال میں جب خواجہ حسن نظامی صاحب نے ایک ریکارڈ تیار کرایا۔ اور ایک خاص حلقہ سے اس کی مخالفت کی گئی۔ تو یہ فتوے بھی شائع ہو گیا۔ کہ

"گراموفون میں قرآن مجید کی آیات اور سورتوں کا بھرنا ناجائز ہے۔ اس میں کتاب مقدس کی توہین ہے۔ ان ریکارڈوں کو خریدنا۔ اور استعمال کرنا بھی جائز نہیں"۔ (الجمعیۃ ۱۳ - جون سنہ ۱۹۳۴ء)

گویا ایک ہی چیز جسے مولوی ثناء اللہ صاحب نے کہ وہ بھی جمعیۃ العلماء کے ممبر ہیں۔ سلطان ابن سعود کی خاطر جائز قرار دیا تھا۔ اسی کو "جمعیۃ العلماء" کے صدر مولوی کفایت اللہ صاحب نے

اس لئے ناجائز قرار دے دیا۔ کہ اس فتوے کی زد خواجہ حسن نظامی صاحب پر پڑ سکے۔ کیا اس سے ظاہر نہیں ہوتا۔ کہ علماء کہلانے والوں نے شریعت کو موم کی ناک بنا رکھا ہے۔ وہ ذاتی اغراض کے ماتحت جدھر چاہتے ہیں۔ موڑ لیتے ہیں ؛

ہندوؤں میں لڑکیوں کو ایکٹریس بنانے کی تحریک

کچھ عرصہ سے ہندوؤں میں یہ سوال بڑے زور سے پیدا ہو رہا ہے۔ کہ شریف گھرانوں کی نوجوان لڑکیوں کو سنیما میں ناچنے اور گانے بجانے کا کام اپنے ہاتھ میں لینا چاہیئے۔ ایک طبقہ اس کی اس لئے مخالفت کر رہا ہے۔ کہ استریوں اور ناکتخدا لڑکیوں کا سرعام ناچنا۔ ہتک ہندو تہذیب اور ہندو دھرم کے خلاف ہے۔ "پرتاپ" (۲۰-جولائی) نے اس کے متعلق جہاں یہ لکھا ہے۔ کہ "ناچ مندروں میں ہمیشہ سے ہوتا آیا ہے اور اب بھی ہوتا رہتا ہے۔" وہاں اس قسم کی مثالیں پیش کی ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ وہ باتیں جنہیں ہندو دھرم نے ناجائز قرار دیا تھا۔ انہیں ہندو کس طرح جائز قرار دے چکے ہیں۔ مثلاً لکھا ہے :-

"آج سے چند سال پہلے ہسپتال کی دوائی سے دھرم غارت ہو جاتا تھا۔ اب سارے ہسپتالوں کا اگر رقبہ نکالا جائے تو لاکھوں مربع میل بنتا ہے۔ آج سے چند سال پہلے نلکے کا پانی پینے سے دھرم غارت ہو جاتا تھا۔ اب بغیر نلکے کے زندگی دوبھر معلوم ہوتی ہے۔"

اس طرح بتایا گیا ہے۔ کہ ہندو ایسی باتیں اختیار کر لینے کے عادی ہیں۔ جنہیں پہلے اپنے دھرم کے خلاف سمجھتے ہیں۔ یہ حالات بتاتے ہیں۔ کہ ان لوگوں کا پلہ بھاری ہوتا جا رہا ہے۔ جو یہ کہتے ہیں۔ کہ "اگر شریف ہندو لڑکیاں سنیما ایکٹریس بننا چاہیں۔ تو روکنا نہ چاہیئے۔ اور شریف لوگوں کو اس صنعت پر قابو حاصل کرنا چاہیئے۔" ہمیں ان لوگوں سے ہمدردی ہے۔ جو اس خطرناک تحریک کے خلاف ہیں ؛

انگلستان میں ایک اور مسجد بنانے کی تجویز

اخبارات میں شائع ہوا ہے۔ کہ ساؤتھ شیلڈ کی بندرگاہ پر مسلمانوں کی کثیر آبادی ہے۔ اس کی سہولت کے لئے ہز ہائی نس سر آغا خان نے اعلان کیا ہے۔ کہ وہ اپنی جماعت کی طرف سے ایک شاندار مسجد بنانے والے ہیں۔ جہاں پنجوقتہ نماز اور اذان باقاعدگی سے ہوا کرے گی۔ اور یہ مسجد مسلمانوں کے کل فرقوں کے لئے کھلی رہے گی ؛

احمدی مبلغین کی مساعی کے نتیجہ میں انگلستان میں اسلام قبول کرنے والوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کے لحاظ سے ضروری ہے۔ کہ مختلف مقامات پر مساجد ہوں۔ اور ان میں ہر فرقہ کے مسلمانوں کو عبادت کرنے کی کھلی اجازت ہو۔ جیسا کہ لنڈن میں جماعت احمدیہ کی تعمیر کردہ مسجد میں ہے۔ اس لحاظ سے ہم خوش ہونگے۔ اگر سر آغا خان مسجد تعمیر کرنے میں کامیاب ہوں۔ چونکہ وہ خود بہت بڑے مالدار ہیں۔ اور بڑی مالدار قوم سے ان کا تعلق ہے۔ اس لئے ان کے لئے مسجد تعمیر کر لینا کوئی مشکل امر نہیں ؛

کھدر کا ڈھونگ

معلوم ایسا ہوتا ہے۔ کہ گاندھی جی کی زندگی میں ہی اہل ہند پر واضح ہو جائے گا۔ کہ جو تحریک بھی گاندھی جی نے جاری کی۔ وہ سراسر نقصان رساں اور مصیبت خیز تھی۔ گاندھی جی نے ہندوستان کی آزادی کے لئے سب سے بڑا حربہ چرخہ قرار دیا۔ اور ایک وقت ایسا آیا۔ جبکہ چھوٹے بڑے کانگرسی چرخہ کی چوں چوں میں سوراجیہ کے حصول کا اعلان سنتے تھے۔ چرخہ سے یہ بات مدنظر تھی۔ کہ ایک طرف تو غیر ممالک خصوصاً انگلستان کی ہندوستان میں کپڑے کی تجارت کو کلیتہً ناکام بنا دیا جائے۔ اور دوسری طرف اہل ہند کے لئے سستا اور آرام دہ کپڑا مہیا کیا جائے۔ مگر حسب معمول یہ تحریک بھی عبرتناک طور پر ناکام ہو چکی ہے۔ چنانچہ "ملاپ" (۲۵-جولائی) لکھتا ہے :-

"یہ ایک صداقت ہے۔ کہ کئی وجوہ سے بہت سے لوگ کھدر پہننا پسند نہیں کرتے۔ سب سے پہلی وجہ تو یہی ہے۔ کہ کھدر پہلے جتنا سستا تھا۔ اب اتنا ہی مہنگا ہو گیا ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ ہر وقت اور ہر ملک میں نفاست پسند جو لوگ ہوتے ہیں وہ اس کپڑے کو پسند نہیں کرتے۔ تیسری بات یہ ہے۔ کہ وہ لوگ جو ملک کی اقتصادی حالت پر غور کرتے ہیں۔ اور اقتصادیات کے اس گروہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ جو انڈسٹریلزم میں یقین رکھتا ہے۔ وہ اسے ملک کی اقتصادی مشکل کا بہترین تو ایک طرف معمولی حل بھی نہیں سمجھتے۔ بہت سے ایسے اصحاب ہیں۔ جو صدق دل سے یہ یقین کرتے ہیں۔ کہ مشین اور مشینری کے موجودہ زمانہ میں پانچویں صدی کا یہ حرفہ دنیا کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اگر ہم صنعتی دنیا میں کوئی پوزیشن حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ تو ہمیں چرخے کی بجائے مشینری کی طرف زیادہ توجہ دینی چاہیئے۔"

ان حالات میں کھدر پوشی بھی روز بروز عنقا ہو رہی ہے اور یہ ڈھونگ بھی چند دن کی بات ہے۔ اس سے بڑھکر اس تحریک کی ناکامی کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے ؛

مسلمان اہل ثروت اصحاب سے

ہندو یہ سمجھتے ہوئے۔ کہ گاندھی جی کی اچھوت ادھار تحریک اگر کامیاب ہو گئی۔ تو ہندو دھرم کا کچھ بھی باقی نہ رہیگا جس فراخدلی سے انہیں روپیہ دے رہے ہیں۔ وہ ان مسلمانوں کے لئے نہایت ہی سبق آموز ہے۔ جو اچھوت اقوام کی ترقی و اصلاح سے بالکل غافل ہیں۔ حالانکہ اسلام نے ان کا فرض قرار دیا ہے۔ کہ ہر انسان کو خواہ وہ کسی قوم و ملت کا ہو۔ دعوت اسلام دیں۔ اور انسانیت کے اصلی درجہ پر لائیں ؛

حال میں سر سپرو نے الہ آباد میں اچھوتوں کے لئے ایک نو آبادی قائم کرنے کے لئے گاندھی جی کو ۹ ہزار روپیہ پیش کیا ہے۔ اور یہ اس لاکھوں روپیہ میں ایک معمولی سی رقم کا اضافہ ہے۔ جو گاندھی جی کو وصول ہو چکا ہے۔ مسلمانوں میں کتنے ہی صاحب ثروت لوگ موجود ہیں۔ اگر وہ ہمت اور حوصلہ دکھائیں۔ تو کئی کئی ہزار روپیہ اچھوت اقوام کی اصلاح میں لگا سکتے ہیں۔ مگر افسوس کسی کو اس طرف توجہ نہیں۔ کاش وہ خدا کی راہ میں اور مظلوم ترین مخلوق کی بھلائی میں اپنے اموال خرچ کرنا سیکھیں۔ اس طرح یقیناً ان کے اموال میں برکت ہوگی۔ اور آخرت کے علاوہ دنیوی زندگی میں بھی آرام و اطمینان حاصل کر سکیں گے ؛

"امارت شرعیہ" بہار کا فیصلہ

جب تک کانگرس نے انتخابات مجالس مقننہ میں حصہ لینا ممنوع قرار دیئے رکھا۔ علماء کہلانے والوں نے اس حکم کو آسمانی وحی سمجھ کر اس پر عمل کرنا ضروری سمجھا۔ لیکن جب کانگرس نے اسمبلی اور کونسلوں میں داخلہ کی اجازت دے دی۔ تو علماء کے لئے بھی جائز ہو گیا۔ کہ انتخابات کے متعلق مسلمانوں کی راہنمائی اپنا فرض قرار دے لیں۔ چنانچہ امارت شرعیہ بہار نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ

"مجالس مقننہ کو جہاں ہر قسم کے مذہبی۔ سیاسی۔ اقتصادی اور معاشرتی قوانین آئے دن پیش ہوتے رہتے ہیں۔ موجودہ حالات میں بالکل چھوڑ دینا کسی طرح مناسب نہیں ہے۔"
(الجمعیۃ ۲۴-جولائی)

مجالس مقننہ میں یہی سب باتیں اس وقت بھی سرانجام پاتی تھیں۔ جب علماء نے ان میں داخلہ حرام قرار دے رکھا تھا۔ مگر ان کی شریعت چونکہ کانگرس کے فیصلہ جات ہیں۔ اس لئے اب انہیں ان مجالس میں داخلہ کو نہ صرف جائز بلکہ بے حد ضروری قرار دینے میں کیا عذر ہو سکتا ہے۔ جبکہ کانگرس داخلہ ضروری سمجھ رہی ہے ؛

احمدیت کے متعلق مضمون

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا حُسنِ سلوک اپنے خدّام سے

عفو و درگذر کے ایمان افزا نظارے

کمالاتِ انسانی کا ایک اہم جزو

تقسیم اخلاق کے ماتحت عفو و درگذر ایک ایسا خُلق ہے جو کمالات انسانی میں خاص اہمیت رکھتا ہے۔ جب تک انسان کو اپنے انتقامی جذبات پر کامل اقتدار حاصل نہیں ہو جاتا۔ اس وقت تک نہیں کہا جا سکتا۔ کہ وہ عدل و انصاف کے آئین کی پوری نگہداشت کرنے کے قابل ہے۔ لیکن خلق جیسا کہ عام طور پر سمجھا جاتا ہے۔ صرف حلیمی نرمی اور انکسار کا نام نہیں بلکہ ظاہری اعضاء کے مقابل پر انسان کے باطن میں جو بعض کیفیات رکھی گئی ہیں۔ ان کے برمحل استعمال کا نام خلق ہے مثلاً انسان آنکھ سے آنسو بہاتا ہے۔ یہ اس کے ظاہری عضو کا ایک فعل ہے۔ اس کے مقابلہ میں دل میں ایک قوت رقت رکھی گئی ہے۔ جب یہ قوت عقل خداداد کے ذریعہ برمحل استعمال ہو۔ تو یہ ایک خلق ہو گا۔ ایسا ہی انسان کا ہاتھ دشمن کے خلاف اٹھتا ہے۔ اس کے مقابلہ میں دل میں بھی ایک قوت رکھی گئی ہے جسے شجاعت کہتے ہیں۔ جب یہ قوت اپنے محل پر استعمال ہو تو یہ خلق کہلائے گا۔ یہی حال دوسرے اخلاق کا ہے۔ لیکن اگر عقل کے ذریعہ قوتوں کا برمحل استعمال نہ ہو۔ تو وہ اخلاق نہیں۔ بلکہ طبعی تقاضے کہلائیں گے۔ جیسا کہ محبت خلق ہے۔ مگر یہ جانوروں میں بھی پائی جاتی ہے۔ دلیری خلق ہے۔ مگر یہ بھی جانوروں میں پائی جاتی ہے۔ عفو و درگذر خلق ہے۔ مگر یہ بھی جانوروں میں پایا جاتا ہے۔ باوجود اس کے نہیں کہا جا سکتا کہ فلاں حیوان بہت با اخلاق ہے۔ کیونکہ یہ قوتیں حیوانوں کے طبعی تقاضے ہیں۔

اخلاق اور طبعی تقاضوں میں فرق

طبعی تقاضے جب تک عقل اور مصلحت کے ماتحت نہ آئیں۔ انہیں اخلاق نہیں کہا جا سکتا۔ اور چونکہ انسان سے امید کی جاتی ہے۔ کہ اس کے تمام کام عقل اور مصلحت کے ماتحت ہوں۔ اس لئے جب انسان ان تقاضوں کا استعمال کرتا ہے۔ تو ازراہ حسن ظن اسے اخلاق کہا جاتا ہے۔ ورنہ بالکل ممکن ہے بعض حالتوں میں کسی انسان کا فعل بھی اپنے محل پر استعمال نہ ہونے کی وجہ سے طبعی تقاضا کہلانے کا ہی مستحق ہو۔

عفو و درگذر کا برمحل استعمال

عفو و درگذر بھی اسی حالت میں اخلاق فاضلہ میں شمار ہوتا ہے۔ جب اس کا استعمال برمحل ہو۔ ورنہ ایسے موقعہ پر اگر عفو سے کام لیا جائے۔ جب تشدد کی ضرورت ہو۔ تو یہ خلق نہیں کہلائے گا۔ بلکہ بزدلی اور بعض صورتوں میں بے غیرتی کہلائے گی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرتِ طیبہ میں عفو و درگذر کے ایسے ایمان افزا نظارے نظر آتے ہیں جنکو اگر ہم اپنی عملی زندگی میں سامنے رکھیں۔ تو بہت سے روحانی فوائد کے علاوہ تمدنی اور معاشرتی رنگ میں بھی ہمیں اطمینان قلب میسر آ سکتا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کا خلق عظیم

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلق عظیم کے متعلق بعض واقعات پیش کرنے سے قبل یہ بتا دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے خود آپ کے اخلاق کی تعریف فرمائی ہے چنانچہ فرمایا۔ یا احمد فاضت الرحمۃ علیٰ شفتیک یعنے اے احمد تیرے لبوں پر رحمت جاری کی گئی ہے۔ نیز فرمایا۔ تلطف بالناس وترحم علیھم۔ لوگوں کے ساتھ لطف و مدارات سے پیش آ۔ اور ان پر رحم کھا۔ آپ کو یہ بھی الہام ہوا۔ وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین یعنی ہم نے تجھے ساری دنیا کے لئے سامان رحمت دے کر بھیجا۔ اس غرض کے لئے اب چند واقعات پیش کئے جاتے ہیں۔

ایک عورت کا واقعہ

حضرت مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ اپنی دلچسپ تصنیف سیرت مسیح موعودؑ میں لکھتے ہیں۔

”چشم پوشی اور فراخ حوصلگی کی کیا کیا تعریف کروں۔ ایک عورت نے اندر سے کچھ چاول چرا لئے۔ چور کا دل نہیں ہوتا۔ اور اس لئے اس کے اعضا میں غیر معمولی قسم کی بے تابی اور اس کا ادھر ادھر دیکھنا بھی خاص وضع کا ہوتا ہے۔ کسی دوسرے تیز نظر نے تاڑ لیا۔ اور پکڑ لیا۔ شور پڑ گیا۔ اس کی بغل سے کوئی پندرہ سیر کی گٹھڑی چاولوں کی نکلی۔ ادھر سے ملامت ادھر سے پھٹکار ہو رہی تھی۔ جو حضرت کسی تقریب سے ادھر آ نکلے پوچھنے پر کسی نے واقعہ کہہ سنایا۔ فرمایا محتاج ہے کچھ تھوڑے سے اسے دیدو۔ اور فضیحت نہ کرو۔ اور خدا تعالیٰ کی ستاری کا شیوہ اختیار کرو۔“ صفحہ ۲۵

بچوں کا مسودات جلا دینا

”ایک دفعہ کا ذکر ہے محمود (حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز) چار ایک برس کا تھا۔ حضرت معمولاً اندر بیٹھے لکھ رہے تھے۔ میاں محمود دیا سلائی لے کر وہاں تشریف لائے۔ اور آپ کے ساتھ بچوں کا ایک غول بھی تھا۔ پہلے کچھ دیر تک آپس میں کھیلتے جھگڑتے رہے۔ پھر جو کچھ دل میں آئی۔ ان مسودات کو آگ لگا دی اور آپ لگے خوش ہونے اور تالیاں بجانے اور حضرت لکھنے میں مصروف ہیں۔ سر اٹھا کر دیکھتے بھی نہیں کہ کیا ہو رہا ہے۔ اتنے میں آگ بجھ گئی۔ اور قیمتی مسودے راکھ کا ڈھیر ہو گئے۔ اور بچوں کو کسی اور مشغلہ نے اپنی طرف کھینچ لیا۔ حضرت کو سیاق عبارت کے ملانے کے لئے کسی گذشتہ کاغذ کے دیکھنے کی ضرورت ہوئی۔ اس سے پوچھتے ہیں۔ خاموش۔ اس سے پوچھتے ہیں دبکا جاتا ہے۔ آخر ایک بچہ بول اٹھا۔ کہ میاں صاحب نے کاغذ جلا دیئے۔ عورتیں بچے اور گھر کے سب لوگ حیران اور انگشت بدندان کہ اب کیا ہو گا۔ اور درحقیقت عادتاً ان سب کو علیٰ قدر مراتب بری حالت اور مکروہ نظارہ کے پیش آنے کا گمان اور انتظار تھا۔ اور ہونا بھی چاہیئے تھا۔ مگر حضرت مسکرا کر فرماتے ہیں خوب ہوا۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی کوئی بڑی مصلحت ہو گی۔ اور اب خدا تعالےٰ چاہتا ہے۔ کہ اس سے بہتر مضمون ہمیں سمجھائے۔“ صفحہ ۲۱

ایک ضروری مضمون کا گم ہو جانا

”جن دنوں حضرت تبلیغ (آئینہ کمالات اسلام) لکھا کرتے تھے۔ مولوی نور الدین صاحب تشریف لائے۔ حضرت نے ایک بڑا بھاری دو ورقہ مضمون لکھا۔ اور اس کی فصاحت و بلاغت خداداد پر حضرت کو ناز تھا۔ اور وہ فارسی ترجمہ کے لئے مجھے دینا تھا۔ مگر یاد نہ رہا۔ اور جیب میں رکھ لیا۔ اور باہر سیر کو چل دیئے۔ مولوی صاحب اور جماعت بھی ساتھ تھی۔ واپسی پر کہ ہنوز راستہ ہی میں تھے۔ مولوی صاحب کے ہاتھ میں کاغذ دے دیا۔ کہ وہ پڑھ کر عاجز راقم کو دے دیں۔ مولوی صاحب کے ہاتھ سے وہ مضمون گر گیا۔ واپس ڈیرہ میں آئے۔ اور بیٹھ گئے۔ حضرت معمولاً اندر چلے گئے۔ میں نے کسی سے کہا۔ کہ آج حضرت نے مضمون نہیں بھیجا۔ اور کاتب سر پر کھڑا ہے۔ اور ابھی مجھے ترجمہ بھی کرنا ہے۔ مولوی صاحب کو دیکھتا ہوں۔ تو رنگ فق ہو رہا ہے۔ آپ نے بڑی بے تابی سے لوگوں کو دوڑایا۔ کہ دیکھو پکڑو دیکھو کاغذ راہ میں گر گیا مولوی صاحب اپنی جگہ بڑے خجل اور حیران تھے۔ کہ بڑی خفت کی بات ہے۔ حضرت کیا کہیں گے۔ یہ عجیب ہوشیار آدمی ہے ایک

کاغذ اور ایسا ضروری کاغذ بھی سنبھال نہ سکا۔ حضرت کو خبر ہوئی معمولی ہشاش چہرہ تبسم زیر لب تشریف لائے۔ اور بڑا عذر کیا۔ کہ مولوی صاحب کو کاغذ کے گم ہونے سے بڑی تشویش ہوئی مجھے افسوس ہے۔ کہ اس کی جستجو میں اس قدر ردو ادو اور تگاپو کیوں کیا گیا۔ میرا تو یہ اعتقاد ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اس سے بہتر ہمیں عطا فرمائیگا۔" صلا

بیماری کی حالت میں صبر و سکون

"ایک دفعہ کا ذکر ہے آپ کو سخت سر درد ہو رہا تھا۔ اور میں بھی اندر آپ کے پاس بیٹھا تھا۔ اور پاس حد سے زیادہ شور و غل برپا تھا۔ میں نے عرض کیا۔ جناب کو اس شور سے تکلیف تو نہیں ہوتی فرمایا ہاں اگر چپ ہو جائیں۔ تو آرام ملتا ہے۔ میں عرض کیا۔ تو جناب کیوں حکم نہیں کرتے۔ فرمایا۔ آپ ان کو نرمی سے کہہ دیں میں تو کہہ نہیں سکتا۔ بڑی بڑی سخت بیماریوں میں الگ ایک کوٹھڑی میں پڑے ہیں۔ اور ایسے خاموش پڑے ہیں۔ کہ گویا مزے میں سو رہے ہیں۔ کسی کا گلہ نہیں۔ کہ تو نے ہمیں کیوں نہیں پوچھا۔ اور تو نے ہمیں پانی نہیں دیا۔ اور تو نے ہماری خدمت نہیں کی۔" صلا

جمعیت خاطر کی حیرت انگیز مثال

"میں نے سینکڑوں مرتبہ دیکھا ہے۔ آپ اوپر دالان میں تنہا بیٹھے لکھ رہے ہیں۔ یا فکر کر رہے ہیں۔ اور آپ کی قدیمی عادت ہے۔ کہ دروازے بند کر کے بیٹھا کرتے ہیں۔ ایک لڑکے نے زور سے دستک بھی دی۔ اور موہنہ سے بھی کہا ہے۔ ابا بوا کھول۔ آپ اٹھے ہیں۔ اور دروازہ کھولا ہے۔ کم عقل بچہ اندر گھسا ہے۔ اور ادھر ادھر جھانک تانک کر الٹے پاؤں نکل گیا ہے۔ حضرت نے پھر معمولاً دروازہ بند کر لیا ہے۔ دو ہی منٹ گذرے ہوں گے جو پھر موجود اور زور زور سے دھکے رہے ہیں۔ اور چلا رہے ہیں۔ ابا بوا کھول۔ آپ پھر بڑے اطمینان سے اور جمعیت سے اٹھے ہیں اور دروازہ کھول دیا ہے۔ بچہ اب کی دفعہ اندر نہیں گھستا۔ ذرا سر ہی اندر کر کے اور کچھ موہنہ میں بڑبڑا کے پھر الٹا بھاگ جاتا ہے۔ حضرت بڑے ہشاش بشاش بڑے استقلال سے دروازہ بند کر کے اپنے نازک اور ضروری کام پر بیٹھ جاتے ہیں۔ کوئی پانچ ہی منٹ گذرے ہیں۔ تو پھر موجود اور پھر وہی گرما گرمی اور شور اشوری کہ ابا بوا کھول اور آپ اٹھ کر اسی وقار اور سکون سے دروازہ کھول دیتے ہیں۔ اور موہنہ سے ایک حرف تک نہیں نکالتے۔ کہ تو کیوں آتا۔ اور کیا چاہتا ہے۔ اور آخر تیرا مطلب کیا ہے۔ جو بار بار ستاتا اور کام میں حرج ڈالتا ہے۔ میں نے ایک دفعہ گنا کوئی بیس دفعہ ایسا کیا۔ اور ان ساری دفعات میں ایک دفعہ بھی حضرت کے موہنہ سے زجر اور توبیخ کا کلمہ نہیں نکلا۔ بعض اوقات دو دو دل پوچھنے والی گنوار عورتیں زور سے دستک دیتی ہیں۔ اور اپنی سادہ اور گنواری زبان میں کہتی ہیں۔ سرجاجی جرا بوا کھولو تاں حضرت اس طرح اٹھتے ہیں جیسے مطاع ذی شان کا حکم آیا ہے۔ اور کشادہ پیشانی سے باتیں کرتے اور دوا بتاتے ہیں۔ ہمارے ملک میں وقت کی قدر پڑھی ہوئی جماعت کو بھی نہیں۔ تو پھر گنوار تو اور بھی وقت کے ضائع کرنیوالے ہیں۔ ایک عورت بے معنی بات چیت کرنے لگ گئی ہے۔ اور اپنے گھر کا رونا اور ساس نند کا گلہ شروع کر دیا ہے۔ اور گھنٹہ بھر اسی میں ضائع کر دیا ہے۔ آپ وقار اور تحمل سے بیٹھے سن رہے ہیں۔ زبان سے یا اشارہ سے اسکو کہتے نہیں۔ کہ بس اب جاؤ۔ دوا پوچھ لی۔ اب کیا کام ہے۔ ہمارا وقت ضائع ہوتا ہے۔ وہ خود ہی گھبرا کر اٹھ کھڑی ہوتی۔ اور مکان کو اپنی ہوا سے پاک کرتی ہے۔" صلا ۳۴

حافظ حامد علی صاحب کا واقعہ

حافظ حامد علی صاحب رضی اللہ عنہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پرانے خدام میں سے تھے۔ ایک دفعہ آپ نے انہیں کچھ کارڈ اور لفافے دیئے۔ کہ ڈاک خانہ میں ڈال آؤ۔ وہ اپنے مفوضہ کام کو بھول گئے۔ اور اور کاموں میں لگ گئے۔ ایک ہفتہ کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ جوان ایام میں بچہ تھے۔ کچھ لفافے اور کارڈ لئے ہوئے دوڑتے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس آئے اور کہا ابا ہم نے کوڑے کے ڈھیر سے یہ خط نکالے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دیکھا۔ تو وہ وہی خطوط تھے۔ جو آپ نے حافظ حامد علی صاحب کو دیئے تھے۔ اور جن میں سے بعض رجسٹرڈ تھے۔ اور آپ ان کے جوابات کے منتظر تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حافظ صاحب کو بلایا۔ اور خط دکھا کر صرف اتنا فرمایا۔ "حامد علی تمہیں نسیان بہت ہو گیا ہے۔ ذرا فکر سے کام کیا کرو۔"

(سیرت مسیح موعود حصہ اول مصنفہ شیخ یعقوب علی صاحب صلا ۱۰۲)

محمد اکبر خانصاحب کی روائت

محمد اکبر خانصاحب سنوری کی روائت ہے۔ کہ جب وہ وطن چھوڑ کر قادیان آئے۔ تو انہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے مکان میں ٹھہرایا۔ حضرت اقدس کا طریق تھا۔ کہ رات کو لکھنے پڑھنے کے لئے عموماً موم بتی جلایا کرتے۔ اور بہت سی موم بتیاں اکٹھی روشن کر دیا کرتے۔ وہ کہتے ہیں۔ میری لڑکی جو بہت چھوٹی تھی۔ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کمرہ میں بتی جلا کر رکھ آئی۔ اتفاق ایسا ہوا۔ کہ بتی گر پڑی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض مسودات جل گئے۔ اور بھی چند چیزوں کا نقصان ہوا۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس کا علم ہوا۔ تو آپ نے یہ کہکر اس واقعہ کو رفت گذشت کر دیا۔ کہ "خدا کا بڑا شکر ادا کرنا چاہیئے۔ کہ کوئی اس سے زیادہ نقصان نہیں ہو گیا۔" صلا ۱۶۹ خانصاحب کی روائت ہے۔ کہ مسجد مبارک کی اوپر کی چھت پر سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مکان میں جانے کے لئے پہلے بھی اسی طرح ایک راستہ ہوتا تھا۔ جیسا کہ اب ہے۔ اور اس میں نیچے اترنے کے لئے ایک لکڑی کی سیڑھی لگی ہوئی تھی ایک دفعہ میں لالٹین اٹھا کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو راستہ دکھانے لگا۔ تو اتفاق سے لالٹین ہاتھ سے چھوٹ گئی۔ لکڑی پر تیل پڑا۔ اور اوپر سے نیچے تک آگ لگ گئی۔ میں بہت پریشان ہوا۔ بعض لوگ کچھ بولنے بھی لگے۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔ "خیر ایسے واقعات ہو ہی جاتے ہیں۔ مکان بچ گیا۔" صلا

ڈاک کے خطوں کے متعلق لاپروائی

حافظ غلام محی الدین صاحب مرحوم بھیرہ کے باشندے اور حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے رضاعی بھائی تھے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ڈاک ڈاکخانہ میں لے جایا کرتے۔ اور لایا بھی کرتے تھے چونکہ ڈاکخانہ میں وہی جایا کرتے تھے۔ اس لئے دوسرے دوستوں کے خطوط بھی ڈالنے کو لے جاتے۔ اور اگر خطوط آتے۔ تو وہ لے آتے اسوقت ڈاکخانہ ایک معمولی برانچ آفس تھا۔ اور کوئی لیٹر بکس شہر میں رکھا ہوا نہیں تھا۔ پنڈت لیکھرام کے قتل کے بعد جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مکانات کی تلاشی ہوئی۔ تو حافظ غلام محی الدین صاحب کے حجرہ کی بھی تلاشی ہوئی۔ اسی دوران میں ان کے حجرہ سے بہت سے خطوط ایسے برآمد ہوئے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس نہیں پہنچے تھے۔ اور بہت سے ایسے نکلے۔ جو ابھی ڈاکخانہ میں ڈالے نہ گئے تھے۔ وجہ یہ تھی۔ کہ حافظ صاحب جب ڈاک لاتے۔ تو اپنے حجرہ میں بیٹھ کر سارٹ کرتے۔ اسی حالت میں بعض خطوط رکھدیئے گئے اور ان کا اٹھانا انہیں یاد نہ رہا۔ اسی طرح کوئی آیا۔ اور خط دے گیا کہ ڈاک خانہ میں ڈال آنا۔ اور وہ بھول گئے۔ غرض بہت سے خطوط ان کے حجرہ سے ایسے نکلے۔ جو نہ تو تقسیم ہوئے تھے۔ اور نہ ڈاک خانہ میں ڈالے گئے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جب اس کا علم ہوا۔ اور وہ خطوط بھی پیش ہوئے۔ تو آپ نے حافظ صاحب سے ہنستے ہوئے فرمایا۔ "حافظ جی خطار کھنے کے لئے تو نہیں دیئے گئے تھے۔ مگر آج یہ نہ دیکھے جاتے۔ تو پتہ بھی نہ لگتا۔ اور ہم سمجھتے۔ کہ خط لکھ دیا ہوا ہے۔ ادھر دوسرے لوگ سمجھتے۔ کہ ہم خط لکھ چکے ہیں خیر جو ہو گیا۔ اچھا ہو گیا۔ مصلحت الٰہی یہی ہو گی۔" صلا ۱۰۴

ایک نانبائی کی شکائت

حضرت مفتی محمد صادق صاحب کی روائت ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں ایک دفعہ کسی شخص نے ایک نانبائی کی شکائت کی۔ کہ وہ روٹیاں چرا لیتا ہے۔ حضور خاموش رہے۔ اور کچھ جواب نہ دیا۔ اس شخص نے یہ خیال کر کے کہ آپ نے سنا نہیں۔ دوبارہ عرض کی۔ آپ پھر بھی خاموش رہے۔ اس نے تیسری مرتبہ عرض کیا تو آپ نے فرمایا۔ "اول تو آپ کوئی ایسا آدمی لائیں۔ جو یہ کام کرے۔ اور اس میں یہ نقص نہ ہو۔ تب ہم اس کو نکال دیں گے۔ اور اسکو رکھ لیں گے۔ دوسرے آپ یہ خیال کریں۔ کہ وہ نانبائی گرمی کے موسم میں تنور کے اوپر بیٹھ کر جہنم میں غوطے لگاتا ہے۔ اگر وہ ایسا ہی متقی ہوتا۔ جیسا کہ آپ چاہتے ہیں۔ کہ وہ ہو۔ تو خدا تعالیٰ اسے ایسی جگہ پر بٹھاتا کیوں بجائے اس کے کہ وہ بھی آپ کی طرح کہیں کرسی پر بیٹھتا۔" (الحکم ۲۱ مئی ۱۹۰۸ء)

یہ اس شخص کا اسوہ ہے جسے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنا سا کہا

تمدنِ اسلام

اسلام کا قانونِ وراثت

بدامنی کی بنار

ان تحریکات کی جنہوں نے اس وقت دنیا کے امن وامان کو سخت مخدوش کر رکھا ہے۔ اور دنیا میں عام بدامنی اور فساد کی بنیاد خیال کی جاتی ہیں۔ بنار وہ جذبات ہیں۔ جو سرمایہ داری کے خلاف عوام الناس میں پیدا ہو رہے ہیں۔ چند ایک لوگ دنیا کی دولت کا اکثر حصہ اپنے قبضہ میں کئے بیٹھے ہیں۔ ان کے پاس اس قدر دولت اور اتنے اموال ہیں۔ کہ جو ان کی ضروریات اور حاجات سے لاکھوں کروڑوں گنا زیادہ ہیں۔ لیکن دوسری طرف وہ لوگ ہیں۔ جنہیں پیٹ بھرنے کے لئے نان جویں اور تن ڈھانکنے کے لئے موٹا جھوٹا کپڑا بھی میسر نہیں۔ بالشوازم۔ کمیونزم۔ سوشلزم نیسی ازم وغیرہ تحریکات جو دنیا کے امن وامان کے لئے وہی حکم رکھتی ہیں۔ جو دیا سلائی بارود کے لئے۔ انہی حالات کی پیدائش ہیں:

اسلام کی خصوصیت

دنیا کے مفکرین اور مدبرین اس صورت حالات سے پریشان ہیں۔ مگر ان تحریکات کے نتائج سے دنیا کو محفوظ و مصئون رکھنے کی کوئی صورت ان کے ذہن میں نہیں آتی۔ اس کے برعکس اسلام نے جو اس زمانہ میں دنیا میں آیا۔ جو علمی روشنی کے لحاظ سے بالکل تاریکی اور ظلمت کا زمانہ سمجھا جاتا ہے۔ اس مشکل کا حل پہلے ہی بیان کر دیا ہے۔ اور ایسے قوانین دنیا کے سامنے پیش کئے ہیں۔ جن پر عمل پیرا ہونے سے اس قسم کی مشکلات کا قلع قمع ہو سکتا ہے:

اسلام اور سرمایہ داری

جیسا کہ پہلے کئی بار بیان کیا جا چکا ہے۔ اسلام اس امر کی اجازت دیتا ہے۔ کہ ایک مسلمان جائز ذرائع سے کام لیتے ہوئے اور دینی فرائض کی سرانجام دہی میں کوئی ادنےٰ سے ادنےٰ کوتاہی کئے بغیر دولت پیدا کر سکتا ہے۔ لیکن اس نے ایسی جمع شدہ دولت کو سرمایہ داری کا رنگ اختیار کرنے کی اجازت نہیں دی۔ اسلام یہ گوارا نہیں کر سکتا۔ کہ انسان اپنی اور اپنے آباؤ اجداد کی جمع شدہ دولت کو ایسے رنگ میں استعمال کرے۔ کہ وہ ایک نہایت ہی محدود دائرہ سے باہر نہ نکل سکے۔ پبلک کے لئے اس سے استفادہ کے مواقع معدوم ہو جائیں:

جائداد کے متعلق اسلامی نظریہ

اس ضمن میں متعدد اسلامی قوانین کے علاوہ اسلام کا قانون وراثت بھی خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ اسلام کا نظریہ ہے۔ کہ انسان کی جائداد ایک امانت الہیٰ (Trust from God.) ہے۔ جس کی تقسیم منصفانہ طریق پر اور ایسے رنگ میں ہونی چاہیئے۔ کہ زیادہ سے زیادہ لوگ اور خاندان کا ہر فرد اس سے فائدہ اٹھا سکے۔ یہ نہیں ہونا چاہیئے۔ کہ تمام جائداد اور املاک ایک فرد واحد کے قبضہ میں دے دیئے جائیں جیسا کہ بعض مذاہب میں حکم ہے۔ وہ تو اس پر دھرنا مار کر بیٹھ جائے۔ اور خداداد قابلیتوں اور استعدادوں کو کام میں لانے کی کوئی ضرورت نہ سمجھے۔ مگر دوسری طرف اسی خاندان اور اسی شاخ کے دوسرے اجزاء رشتہ روح وتن کو برقرار رکھنے کے لئے مارے مارے پھریں۔

اسلام اور وراثت

چنانچہ اسلام نے وراثت کے لئے جو قانون مقرر کیا ہے اس میں یہ بات مدنظر رکھی ہے۔ کہ کوئی جائداد کسی ایک فرد یا چند لوگوں کے محدود حلقہ کو نکما اور نکھٹو بنا کر دوسروں کے لئے وجہ اشتعال اور باعث حسد بننے کا موجب نہ ہو سکے۔ اور ورثہ ترکہ میں اس قدر حصہ دار مقرر کئے ہیں۔ کہ کسی دوسرے مذہب میں اس کی نظیر نہیں مل سکتی۔

وراثت میں حصہ دار

اسلامی قانون وراثت کی رو سے ماں باپ بیٹے بیٹیاں شوہر بیویاں سب ترکہ میں حصہ دار ہیں۔ اور پھر آگے ان کی شاخیں بھی شامل ہیں۔ ایک شخص کے فوت ہونے پر اس کی بیوی یا بیویاں۔ بیٹی یا بیٹیاں اخت عینیہ یعنے حقیقی بہن یا بہنیں۔ اخت علاتیہ یعنے سوتیلی بہنیں جو ایک ہی باپ کے صلب سے ہوں۔ اخت اخیافیہ یعنے وہ سوتیلی بہنیں جو ایک ہی ماں کے بطن سے ہوں۔ ان کے علاوہ ماں حقیقی دادی یا وہ دادی جو نسلاً خواہ کسی پشت میں ہو۔ باپ حقیقی دادا یا وہ دادا جو نسلاً خواہ کسی پشت میں ہو۔ اخیافی یعنے سوتیلے بھائی جو ایک ہی ماں کے بطن سے ہوں۔ اور شوہر یہ سب کے سب حصہ دار ہیں۔ ان ورثار کی آگے پھر کئی شاخیں ہیں۔ جو سب کے سب ترکہ میں ایک خاص اور مقررہ حصہ کے مالک قرار دیئے گئے ہیں۔ اور اس طرح ایسا انتظام کیا گیا ہے۔ کہ ایک مسلمان کی متروکہ جائداد متعدد چھوٹے چھوٹے حصوں میں تقسیم ہو کر ورثار کی ایک کثیر تعداد کو حاصل ہو سکتی ہے۔ اور نہ صرف ایک خاندان بلکہ بہت سے خاندانوں کے افراد نیز بہت دور کے رشتہ داروں کو بحصہ رسدی پہنچتی ہے۔

اسلامی قانون کی بعض ہدایات

اسلام نے اس بارہ میں اس قدر احتیاط کی ہے۔ کہ اگر کوئی شخص اس اصول کو ترک کر کے اور تمام حقداروں کو نظرانداز کر کے کسی ایک وارث کے حق میں وصیت کر جائے۔ تو اس کو ناجائز قرار دیا گیا ہے۔ تاوقتیکہ دوسرے ورثار اس پر رضامند نہ ہو جائیں۔ اسی طرح کسی غیر شخص کے نام سارے ترکہ کی وصیت کو بھی اسلام نے ناجائز قرار دیا ہے۔ اس قانونِ وراثت میں اسلام نے جدی یا خود پیدا کردہ اور ذاتی منقولہ یا غیر منقولہ غرضیکہ کسی قسم کی کوئی تمیز یا تفریق نہیں رکھی۔ متوفی خواہ مرد ہو۔ یا عورت قانون وراثت اس کے ترکہ پر یکساں طور پر حاوی ہوگا۔ پھر ایک خاص قانون یہ رکھا ہے۔ کہ ایک شخص کے فوت ہونے پر اگر اس کے پانچ پوتے ہوں۔ اور وہ اس طرح کہ ایک لڑکے سے ایک اور دوسرے سے چار تو اس کی جائداد پانچوں میں بحصہ مساوی تقسیم ہوگی۔ یہ نہیں۔ کہ جو اکیلا ہے۔ وہ نصف حصہ لے سکے۔ اور وہ یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ اگر میرا باپ زندہ ہوتا۔ تو وہ نصف حصہ کا حقدار ہوتا۔

عہد حاضرہ کی اقتصادی مشکلات کا حل

غرضیکہ اسلام نے ترکہ اور وراثت کی تقسیم کے لئے ایسا قانون وضع کیا ہے۔ کہ یہ امکان ہی نہیں ہو سکتا۔ کہ کسی شخص کو آبائی ترکہ میں اتنا سرمایہ مل سکے گا۔ جو اسے دوسرے رشتہ داروں کے مقابلہ میں غیر معمولی طور پر متمول اور امیر کر سکے۔ بلکہ اگر کوئی شخص اپنی محنت اور کوشش سے کثیر دولت پیدا کرے۔ تو وہ بھی اس کی وفات پر متعدد حصوں میں منقسم ہو کر سب ورثار کو مل جائے گی۔ اور ظاہر ہے۔ کہ اگر اس اصول پر جائداد کی تقسیم کا دار و مدار ہو۔ اور پھر دوسری طرف زکوٰۃ کے ذریعہ غربار کے حوائج اور ضروریات کو پورا کرنے کا انتظام کر دیا جائے۔ تو سرمایہ دار اور مزدور کا سوال پیدا ہی نہیں ہو سکتا۔ اور عہد حاضرہ کی اقتصادی مشکلات کا بہت حد تک ازالہ ہو سکتا ہے:

موجودہ زمانہ میں اقتصادی لحاظ سے دنیا جن مشکلات و مصائب کے بھنور میں گرفتار ہے۔ اسے ہر صاحب بصیرت محسوس کر رہا ہے۔ یورپین اقوام بھی اس دلدل سے نکلنے کے لئے بے چین ہیں۔ اور حکومتیں بھی بے روزگاروں اور مفلوک الحال لوگوں کے مظاہروں سے تنگ آ چکی ہے۔ اور ہر شخص اس بات کا متمنی نظر آتا ہے۔ کہ ان جھگڑوں سے دنیا کو کسی طرح نجات ہو۔ مگر ظاہر ہے کہ صرف خواہش کوئی مفید نتیجہ پیدا کرنے کا موجب نہیں ہو سکتی۔ جب تک کوئی عملی سکیم سامنے نہ ہو۔ اور ہم دعوے کے ساتھ کہہ سکتے ہیں۔ کہ اسلام نے ہی اس مشکل کو حل کیا ہے۔ دوسرے لوگ ممکن ہے تیغ و تفنگ اور گولہ بارود سے سرمایہ داروں کا فیصلہ کر دینا علاج سمجھو ہوں۔ مگر واقعہ یہ ہے۔ کہ یہ طریق مرض کو اور زیادہ بڑھانے والا ہے حقیقی علاج یہی ہے۔ کہ اسلام کے قانون وراثت پر عمل کیا جائے صدقہ و خیرات اور زکوٰۃ کے ان اصول کو رائج کیا جائے۔ جو اسلام نے بیان کئے ہیں

گوشوارہ آمد و خرچ صیغہ جات

صدر انجمن احمدیہ قادیان

بابت ماہ مارچ ۱۹۳۴ء

تفصیل آمد

نمبر شمار	نام صیغہ	رقم آمد
۱	بیت المال	۸۲۸۴-۱۵-۰
۲	صدقات	۱۱۶۶-۵-۳
۳	مقبرہ بہشتی	۸۰۴۹-۶-۲
۴	تعلیم و تربیت	۱-۰-۰
۵	تعلیم الاسلام ہائی سکول	۲۱۶۵-۷-۰
۶	مدرسہ احمدیہ	۲۷-۰-۰
۷	احمدیہ ہوسٹل	۱۶۲-۰-۰
۸	امور عامہ	۱۳-۰-۰
۹	نور ہسپتال	۲۷۷-۱۵-۰
۱۰	ضیافت	۸۳۷-۸-۰
۱۱	دعوت و تبلیغ	۳۷۹-۹-۹
۱۲	تعمیر	۲-۵-۰
۱۳	تخفیف	۱۶۱۱-۱۵-۰
	میزان	۲۳۰۷۸-۶-۳
۱۴	بک ڈپو	۸۴۲-۱۰-۶
۱۵	طبع و اشاعت	۱۲۹۸-۸-۶
۱۶	بورڈران ہائی	۶۳۷-۱-۹
۱۷	بورڈران احمدیہ	۴۵۸-۱۰-۹
۱۸	پراویڈنٹ فنڈ	۳۳۹۸-۸-۳
۱۹	جائیداد	۳۹۷-۵-۶
	میزان	۷۰۳۲-۱۳-۳
۲۰	قرضہ	۲۲۰۰۰-۰-۰
	میزان کل	۵۲۱۱۱-۳-۶

تفصیل خرچ

نمبر شمار	نام صیغہ	رقم
۱	بیت المال	۱۳۱۳-۰-۰
۲	صدقات	۲۴۳۳-۸-۰
۳	مقبرہ بہشتی	۱۱۸۸-۳-۳
۴	تعلیم و تربیت	۹۵۷-۱۰-۰
۵	ہائی سکول	۵۳۲۲-۰-۰
۶	مدرسہ احمدیہ	۲۰۶۹-۴-۰
۷	گرلز سکول	۹۸۲-۱۳-۰
۸	احمدیہ ہوسٹل	۳۷۵-۵-۶
۹	امور عامہ	۴۶۵-۹-۶
۱۰	نور ہسپتال	۸۳۱-۹-
۱۱	ضیافت	۱۶۹۴-۱۲-۳
۱۲	دعوت و تبلیغ	۹۵۹۱-۹-۳
۱۳	تعمیر	۱۷۲-۴-۹
۱۴	خلافت	۱۴۰۰-۰-۰
۱۵	پرائیویٹ سکرٹری	۱۱۴۹-۶-۰
۱۶	نظارت اعلیٰ	۲۲۴۸-۶-۰
۱۷	محاسب	۸۸۸-۱۲-۹
۱۸	تالیف و تصنیف	۹۶۳-۶-۰
۱۹	جامعہ احمدیہ	۱۰۱۷-۸-۰
۲۰	امور خارجہ	۸۴۷-۱-۰
	میزان	۳۵۸۸۲-۰-۳
۲۱	بک ڈپو	۵۰۹-۱۰-۶
۲۲	طبع و اشاعت	۱۲۹۹-۳-۰
۲۳	بورڈران ہائی	۳۷۶-۱۱-۹
۲۴	بورڈران احمدیہ	۶۷۲-۳-۶
۲۵	پراویڈنٹ فنڈ	۱۷۲۵-۹-۳
۲۶	جائیداد	۹۱۱-۱۰-۶
۲۷	ریویو انگریزی	۳۰۳-۵-۳
	میزان	۵۷۹۸-۵-۹
۲۸	واپسی قرضہ	۹۷۱۰-۰-۰
	میزان کل	۵۱۳۹۰-۶-۰

بابت ماہ اپریل ۱۹۳۴ء

تفصیل آمد

نمبر شمار	نام صیغہ	رقم آمد
۱	بیت المال	۱۰۸۹۲-۳-۳
۲	صدقات	۲۲۵۳-۱۲-۳
۳	مقبرہ بہشتی	۹۴۷۰-۵-۹
۴	ہائی سکول	۲۳۱۳-۱-۰
۵	گرلز سکول	۱۴۲۷-۰-۰
۶	امور عامہ	۲۰-۸-۰
۷	نور ہسپتال	۳۱۲-۵-۰
۸	ضیافت	۴۰۹-۱-۹
۹	دعوت و تبلیغ	۶۲۹-۱۲-۶
۱۰	تعمیر	۰-۸-۰
۱۱	تخفیف	۲۴۳۰-۵-۳
	میزان	۳۰۵۸-۱۴-۹
۱۲	بک ڈپو	۲۵۰۰-۸-۰
۱۳	طبع و اشاعت	۱۴۹۷-۶-۰
۱۴	ریویو انگریزی	۱۴۶-۳-۰
۱۵	بورڈران ہائی	۴۵۷-۱۱-۳
۱۶	بورڈران احمدیہ	۹۵۰-۷-۶
۱۷	پراویڈنٹ فنڈ	۵۱۵۲-۴-۳
۱۸	جائیداد	۲۰۷-۶-۰
	میزان	۸۶۶۱-۱۴-۰
۱۹	واپسی قرضہ	۳۷۸۹۰-۰-۰
	میزان کل	۷۶۷۱۰-۱۲-۹

تفصیل خرچ

نمبر شمار	نام صیغہ	رقم
۱	بیت المال	۳۵۳۶-۵-۳
۲	صدقات	۴۳۴۳-۳-۹
۳	مقبرہ بہشتی	۲۶۰۰-۶-۰
۴	تعلیم و تربیت	۱۵۰۸-۱۵-۰
۵	ہائی سکول	۱۷۸۱-۷-۶
۶	مدرسہ احمدیہ	۳۰۸۶-۱۳-۶
۷	گرلز سکول	۱۱۱۶-۸-۰
۸	احمدیہ ہوسٹل	۲۷۹-۰-۰
۹	امور عامہ	۱۰۶۲-۵-۰
۱۰	نور ہسپتال	۱۵۶۰-۱۰-۶
۱۱	ضیافت	۱۶۱۱۴-۷-۶
۱۲	دعوت و تبلیغ	۱۵۵۶۴-۱۲-۶
۱۳	تعمیر	۱۵۰-۰-۰
۱۴	دار القضاء	۱-۹-۰
۱۵	خلافت	۲۱۰۰-۰-۰
۱۶	پرائیویٹ سکرٹری	۱۵۰۶-۹-۹
۱۷	نظارت اعلیٰ	۶۰۰۵-۶-۶
۱۸	محاسب	۲۵۷۸-۱۵-۴
۱۹	تالیف و تصنیف	۱۵۷۸-۱۳-۹
۲۰	جامعہ احمدیہ	۱۵۵۸-۳-۹
۲۱	امور خارجہ	۱۱۶۳-۴-۳
	میزان	۷۴۵۹۷-۱۲-۶
۲۲	بک ڈپو	۳۵۸-۱۲-۶
۲۳	طبع و اشاعت	۱۴۹۵-۱۴-۶
۲۴	ریویو انگریزی	۴۲۲-۱۴-۰
۲۵	بورڈران ہائی	۶۸۹-۱۰-۶
۲۶	بورڈران احمدیہ	۸۵۹-۵-۶
۲۷	پراویڈنٹ فنڈ	۱۴۱۸-۰-۰
۲۸	جائیداد	۱۲۹-۰-۰

میزان ۵۳۷۵-۹-۰۰ (۱۲۹ ادائیگی قرضہ ۷۲۱۰۱-۰-۰۰ کل میزان = ۹۱۴۸۳-۵-۶ محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان)

مولوی ثناء اللہ صاحب

کے لئے

تین ہزار پانچ صد روپیہ مزید انعام کا اعلان

خاکسار کے اکیس ہزاری انعامی چیلنج کے جواب میں مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری اپنے اخبار اہلحدیث ۱۳ اپریل ۱۹۳۴ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ دعا جو سچے اور جھوٹے میں فیصلہ کے متعلق تھی پیش کرتے ہیں۔ حالانکہ اس اکیس ہزاری انعامی چیلنج سے اسکو کوئی تعلق نہیں پھر بھی وہ موقع بے موقع اسکو پیش کیا کرتے ہیں۔ اور اصل حقیقت کو ان لوگوں سے چھپا کر صحیح واقعات کو ظاہر کرنے سے ہمیشہ جی چراتے رہتے ہیں ؛

حضرت مسیح موعودؑ کا اعلان

کیا مولوی صاحب نہیں جانتے۔ کہ اس دعا کے آخر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ بھی تحریر فرمایا تھا۔ کہ "بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے۔ کہ میرے اس مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں۔ اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے"

مولوی ثناء اللہ صاحب نے کیا لکھا

پھر کیا انہیں یاد نہیں۔ کہ اس کے جواب میں انہوں نے وطن و اہلحدیث مورخہ ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء میں یہ شائع کیا تھا۔ کہ

(۱) "اس دعا کی منظوری مجھ سے نہیں لی۔ اور بغیر میری منظوری کے اس کو شائع کر دیا" اور

(۲) اس مضمون کو بطور الہام شائع نہیں کیا۔ اور

(۳) میرا مقابلہ تو آپ سے ہے۔ اگر میں مر گیا۔ تو میرے مرنے سے اور لوگوں پر کیا حجت ہو سکتی ہے۔ اور

(۴) ان دنوں طاعون کی شدت ہے۔ مردوں کا اٹھانا مشکل ہو رہا ہے۔ ہر ایک شخص طاعون سے خائف ہے۔ ایسے وقت میں طاعون ہیضہ وغیرہ کی موت کی دعا محض حسن بن صباح کی دعا کی طرح ہے۔ اور

(۵) تمہاری یہ دعا کسی صورت میں فیصلہ کن نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ مسلمان تو طاعونی موت کو بموجب حدیث شریف ایک قسم کی شہادت جانتے ہیں۔ پھر کیوں تمہاری دُعا پر بھروسہ کر کے طاعون زدہ کو کاذب جانیں گے۔ اور

(۶) آپ نے لکھا تھا۔ کہ خدا کے رسول چونکہ رحیم و کریم ہوتے ہیں۔ اور ان کی ہر وقت یہی خواہش ہوتی ہے۔ کہ کوئی شخص ہلاکت اور معصیت میں نہ پڑے۔ مگر اب کیوں آپ میری ہلاکت کی دعا کرتے ہیں۔ اور

(۷) آپ اس دعوے میں (کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی) قرآن شریف کے صریح خلاف کر رہے ہیں۔ قرآن تو کہتا ہے۔ کہ بدکاروں کو خدا کی طرف سے مہلت ملتی ہے خدا تعالےٰ جھوٹے دغاباز مفسد اور نافرمان لوگوں کو لمبی عمریں دیا کرتا ہے۔ تاکہ وہ اس مہلت میں اور بھی بُرے کام کر لیں۔ اور

(۸) آپ کو معلوم نہیں۔ کہ مسیلمہ کذاب کی زندگی میں آنحضرت فداہ روحی کا انتقال ہوا۔ اور وہ زندہ رہا۔ آنحضرت علیہ السلام باوجود سچے نبی ہونے کے مسیلمہ کذاب سے پہلے انتقال ہوئے۔ اور مسیلمہ باوجود کاذب ہونے کے صادق سے پیچھے مرا۔ اور

(۹) کوئی ایسی نشانی دکھاؤ۔ جو ہم بھی دیکھ کر عبرت حاصل کریں۔ مر گئے تو کیا دیکھیں گے۔ اور

(۱۰) مختصر یہ کہ یہ تحریر تمہاری مجھے منظور نہیں۔ اور نہ کوئی دانا اسے منظور کر سکتا ہے۔" (اہلحدیث و مرقع قادیانی وغیرہ)

بہت بڑا دھوکہ

اس سے ظاہر ہے۔ کہ ایک فریق حق و باطل کے فیصلہ کے لئے فریق ثانی کے سامنے ایک طریق پیش کرتا ہے۔ مگر فریق ثانی اس طریق کو نہ فیصلہ کن قرار دیتا ہے۔ نہ اس کو منظور کرتا ہے۔ بلکہ اس کے خلاف قرآن و حدیث سے معارضات پیش کر کے اس کو رد کر دیتا ہے۔

معزز ناظرین خدارا غور فرمایئے۔ کہ اگر حضرت مرزا صاحب کی دعا کے مطابق مولوی ثناء اللہ صاحب طاعون سے فوت ہو جاتے۔ اور حضرت مرزا صاحب زندہ رہتے۔ اور اس سے اپنی صداقت ظاہر کرتے۔ تو کیا ہمارے مخالفین فوراً یہ جواب نہ دیتے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے تو اس وقت ہی شائع کر دیا تھا۔ کہ طاعون سے مرنیوالا شہادت کا درجہ حاصل کرتا ہے۔ اور جھوٹا دغاباز مفسد نافرمان لمبی عمر پاتا ہے۔ تو ہماری طرف سے کیا جواب ہو سکتا۔ اور کسطرح مخالفین پر حجت قائم ہو سکتی تھی۔ غرض اس ساری کارروائی کو جب سال سے زائد عرصہ گذر گیا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا تعالےٰ سے الہام پا کر مقررہ وقت پر وفات پائی۔ تو اس وقت سے مولوی ثناء اللہ صاحب کے نزدیک یہی دعا جو فیصلہ کن نہیں ہو سکتی تھی۔ فیصلہ کن ہو گئی۔ گویا انہوں نے اسے شروع سے ہی منظور کر رکھا تھا۔ اور فوراً اس طرح اعلان کر دیا۔ کہ دیکھو مرزا صاحب نے سچے اور جھوٹے کے متعلق جو دعا کی تھی اس کے مطابق وہ جھوٹے تھے۔ اس لئے فوت ہو گئے۔ اور میں سچا تھا۔ اس لئے زندہ رہا

معزز ناظرین دیکھئے یہ کتنا بڑا دھوکہ و فریب ہے۔ اور پھر اسی پر بس نہیں۔ بلکہ اس واقعہ کو احمدیت کے کذب و باطل ہونے کی زبردست دلیل و ثبوت قرار دے کر مخالفین کے لئے عظیم الشان فتح بتایا گیا۔ اور علماء حال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مذکورہ دعا کا مختلف زبانوں میں ترجمہ کر کے اس کی خوب اشاعت کرتے ہیں۔ مگر نہایت خیانت سے یہودیانہ تحریف کے ساتھ دعا کا یہ آخری حصہ کہ "بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے۔ کہ میرے اس مضمون کو اپنے پرچے میں چھاپ دیں۔ اور جو چاہیں۔ اس کے نیچے لکھ دیں۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے"۔ کاٹ دیا جاتا ہے

ایک پروفیسر صاحب کا کارنامہ

مثال کے طور پر ہمارے علاقہ میں علی گڑھ کے تعلیم یافتہ عثمانیہ یونیورسٹی کے ایک پروفیسر علمی تحقیقات کے مدعی جناب مولوی الیاس صاحب برنی نے بھی یہی طریقہ اختیار کیا ہے (ملاحظہ ہو پروفیسر صاحب کی کتاب قادیانی مذہب صفحہ ۴۹ - ۱۷) پروفیسر صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعا کا یہ آخری حصہ کاٹ دیا ہے اور مولوی ثناء اللہ صاحب کے جوابات کا قطعاً ذکر نہیں کیا۔ بلکہ ان کی تائید کی ہے۔ پروفیسر صاحب کو کچھ تو تقوےٰ سے کام لینا چاہیئے تھا۔ آخر ہم سب کو مرنا ہے۔ اور خدا تعالےٰ کو جواب دینا ہے۔ اگر یہ حصہ رہنے دیا جاتا۔ تو طالب حق خیال کر سکتا تھا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے بھی تو اس کا کوئی جواب دیا ہوگا وہ دیکھنا چاہیئے۔ تاکہ فریقین کے بیانات معلوم ہو جانے پر کسی صحیح نتیجہ پر پہنچ سکیں۔ آخر وہ مولوی ثناء اللہ صاحب کے مخفی کردہ جواب کی تلاش کر کے جب پڑھتا۔ تو ساری حقیقت کھل جاتی اس لئے یہ حصہ اڑا دیا جاتا ہے۔ حالانکہ خدا تعالےٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے۔ کہ کسی قوم کی عداوت کی وجہ سے اس کے ساتھ بے انصافی نہ کرنی چاہیئے۔ اسی طرح حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ اگر دو آدمیوں کے درمیان جھگڑا ہو۔ تو طرفین کے بیانات سن کر انصاف سے فیصلہ کرنا چاہیئے۔ مگر ہمارے مخالف احمدیت کی عداوت کی وجہ سے صرف یکطرفہ بیان سن کر اور وہ بھی غلط طور سے پیش کر کے انصاف کا خون کرتے ہیں ؛

افسوس آسمان کے نیچے یہ کس قدر ظلم ہو رہا ہے اور کس طرح خدا کی مخلوق کو دھوکہ وفریب سے گمراہ کیا جاتا ہے۔ واقعی حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آخری زمانہ کے علماء کے متعلق یہ جو فرمایا ہے کہ وہ آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہونگے۔ وہ حرف بحرف صحیح ثابت ہو رہا ہے۔

فیصلہ کے لئے آسان صورت

اس مختصر اظہار واقعات کے بعد میں پوری صداقت اور اطمینان قلبی سے مولوی ثناء اللہ صاحب کے سامنے اس دعا والے اعلان کا قطعی فیصلہ کرنیکے لئے ایک آسان طریق جو مولوی صاحب کے لئے زرخیز بھی ہے۔ پیش کرتا ہوں کہ وہ ایک جلسہ میں مندرجہ ذیل الفاظ میں حلف مؤکد بعذاب اٹھالیں ، کہ

"میں (ثناء اللہ) اس خدائے غیور وقادر مطلق کی قسم کھا کر بیان کرتا ہوں۔ کہ اس مندرجہ بالا مضمون میں جو کچھ عبد اللہ الٰہ دین نے مرزا صاحب کی دعا اور میرے جوابات کے متعلق لکھا ہے۔ وہ صحیح نہیں۔ بلکہ راستی اور صداقت یہ ہے۔ کہ مرزا صاحب کی دعا واقعی فیصلہ کن تھی۔ اور میں نے اس کو پہلے ہی منظور کرلیا تھا۔ اور اس طریق فیصلہ کو میں قرآن وحدیث کے مطابق سمجھتا تھا۔ یا یہ کہ۔ گو اس وقت میں نے اس سے انکار کیا تھا۔ اور اس کو نامنظور بھی کیا تھا اور اس کو خلاف شریعت بھی قرار دیا تھا۔ مگر میری اس نامنظوری اور انکار کا عند اللہ مرزا صاحب کی دعا میں مطلق دخل نہیں ہو سکتا۔ بلکہ مرزا صاحب کو اس دعا کی قبولیت کا الہام اعلان دعا کے بعد خدا کی طرف سے ہو چکا تھا۔ اس لئے اسی دعا کے مطابق مرزا صاحب جھوٹا ہونے کی وجہ سے خدا کی گرفت میں آکر فوت ہو گئے۔ اور مجھے خدا نے مرزا صاحب کی مخالفت میں حق پر قرار دیکر زندہ رکھکر سچا ظاہر کر دیا۔ پس اے خداوند ذوالجلال والاکرام تو جو سب کے دلوں کے حالات کو جانتا ہے اگر میری یہ حلف جو تیرے حضور میں ہے۔ تیرے نزدیک غلط اور جھوٹ ہے تو مجھ پر ایک سال کے اندر ایسا عبرتناک عذاب نازل فرما۔ جس کو دیکھ کر دنیا بول اٹھے۔ کہ یہ ایک صادق کی تکذیب کی سزا الٰہی ہے۔ آمین۔

جب آپ جلسہ میں جس کا مقام اور تاریخ بتراضی فریقین ہوگا۔ تین مرتبہ مندرجہ صدر حلف بغیر ایک حرف کی کمی بیشی کے باواز بلند اٹھالیں گے۔ تو اسی وقت بلا توقف میں آپ کو پانصد روپیہ نقد بغیر کسی شرط کے محض حلف اٹھانے کا دے دوں گا۔ بعد ازاں ایک سال تک اگر آپ زندہ رہے اور کسی عبرتناک عذاب الٰہی سے جس میں انسانی ہاتھ کا دخل نہ ہو۔ محفوظ رہے تو مزید تین ہزار روپیہ آپ کو دیا جائیگا۔ جس کے متعلق خاطر خواہ اطمینان آپ کو کرا دیا جائیگا۔ امید ہے کہ آپ بلا چون وچرا حیلے بہانے چھوڑ کر سیدھے ہو کر حلف اٹھالیں گے۔ تاکہ آئندہ آپ سے دعا والے اعلان کا قطعی فیصلہ ہو جائے ؟

خاکسار نے پیشتر ازیں صداقت احمدیت کے متعلق اکیس ہزار پانچ سو روپیہ کے انعامات شائع کئے ہیں۔ اور اب مزید تین ہزار پانصد کا انعام مقرر کیا جاتا ہے یہ جملہ پچیس ہزار ہو گئے۔

کاش مولوی ثناء اللہ صاحب سارا نہیں۔ تو ان کا کچھ حصہ تو حاصل کرتے۔ تا حق وباطل کا فیصلہ ہو جاتا۔

واٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین۔ ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق۔ آمین

خاکسار (سیٹھ) عبد اللہ الٰہ دین سکندرآباد دکن

لنڈی کوتل سے جلال آباد

یہ بڑے اطمینان کی بات ہے کہ ہندوستان کی بنی ہوئی ادویہ اب باہر بھی جانے لگی ہیں۔

سرحد اور سرحد پار افغانستان سے لوگ ہندوستانی علاقہ میں آکر امرت دھارا کو ڈھونڈھتے ہوئے پائے گئے۔ ایک دوکاندار نے لکھا۔ کہ ایک افغان امرت دھارا کی شیشیاں اپنے ملک میں لے جاکر ایک ایک شیشی سے پچاس پچاس روپیہ کماتا ہے۔ آہستہ آہستہ اور ادویات کی بھی مانگ بڑھ رہی ہے۔ چنانچہ ایک صاحب سید محمود شاہ لنڈی کوتل اطلاع دیتے ہیں۔ کہ پنڈت ٹھاکر دت شرما وید کی قبض کشا گولیاں بنام دت درپچن جو کہ تقریباً ہر ایک آدمی پر مختلف مزاج پر مفید ثابت ہوئی ہیں۔ دور دور تک پہنچ گئی ہیں۔ جلال آباد تک کے لوگ مانگ مانگ کر لے گئے ہیں۔ اور بہت فائدہ پہنچا ہے۔ ایسے ہی پنڈت جی کی دوائی بواسیر کے جو کہ خونی بواسیر کیلئے ہے۔ اس کے استعمال سے میری والدہ صاحبہ کی خونی بواسیر کو بہت ہی فائدہ ہوا ہے۔ سار سارشٹ مرکب کی ایک شیشی دو روپے والی منگوائی تھی۔ جس کو استعمال کرائی ہے نہایت مفید ثابت ہوئی ہے۔ خون صاف کرنے کے واسطے بے نظیر دوائی ہے۔

ہر بیت یعنی دوائی نکسیر دس سال کی مریضہ پر استعمال سے آج تک دورہ نکسیر نہیں ہوا ہے۔ جو بھی ادویات وقتاً فوقتاً امرت دھارا کارخانہ سے منگوائی جاتی ہیں۔ خدا کے فضل سے تقریباً تمام کی تمام مفید ثابت ہوتی ہیں۔ ہم پنڈت ٹھاکر دت صاحب شرما وید مالک امرت دھارا کے بے حد مشکور ہیں۔ جنہوں نے ایسی ایسی مجرب اور آزمودہ ادویات تیار کر کے خلق خدا پر احسان کیا ہے۔ اور جو دوسرے ممالک میں ہندوستان کا نام روشن کرتی ہیں۔ سب ادویات مینجر امرت دھارا ۹۳ لاہور کے پتہ سے منگوا سکتے ہیں۔

اندرون قصبہ میں ایک مکان نیلام ہوتا ہے

ایک مکان اندرون قصبہ میں میاں فضل الدین صاحب زرگر کا بتاریخ ۱۲ اگست ۳۴ء بروز اتوار نیلام ہوگا۔ جس کی مکانیت وحدود اربعہ حسب ذیل ہے۔ شمالاً شارع عام جنوباً سفید زمین خان بہادر شیخ رحمت اللہ صاحب شرقاً مکان میاں نظام الدین صاحب ٹیلر غرباً مکان میاں جمنڈو وعبد اللہ ارائیں یہ مکان دو منزلہ ہے۔

نچلی منزل میں ایک دوکان ۹ × ۱۰ فٹ
ڈیوڑھی ۸ × ۱۰ فٹ
ایک صحن مسقف ۲۰ × ۱۶ فٹ
ایک دالان ۱۲ × ۲۰ فٹ
سیڑھیاں پختہ برائے بالاخانہ

کل رقبہ مکان ۔ ۹۳۵ مربع فٹ

منزل دوم بالاخانہ

ایک کمرہ ۹ × ۱۰ فٹ۔ ایک دالان ۲۰ × ۱۲ فٹ وصحن سفید ۱۶ × ۲۰ فٹ یہ مکان ابھی ابھی نیا بنا ہے۔ دروازے سب رنگ کئے ہوئے ہیں۔ یہ مکان پختہ اور خوبصورت بنا ہوا۔ مسجد مبارک اور مہمان خانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قرب میں واقع ہے۔ جو دوست یہ مکان خرید کرنا چاہتے ہوں۔ وہ ۱۲ اگست ۱۹۳۴ء کی تاریخ کو ۱۰ بجے دن کے موقع پر حاضر ہو کر بولی دیں۔ نیلام کے ختم ہونے پر ۱/۴ حصہ زر نیلام فوراً امور عامہ میں داخل کرنا ہوگا۔ اور بقیہ ۳/۴ حصہ زر نیلام ناظر امور عامہ کی طرف سے منظور ہو جانے پر داخل کرنا پڑے گا۔

(ناظر امور عامہ)

قادیان میں نہایت باموقعہ سکنی اراضی

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی کوٹھی واقعہ دارالانوار قادیان کے احاطہ کے ساتھ بالکل ملحق جانب شمال کچھ رقبہ مملوکہ مرزا عزیز احمد صاحب ومرزا رشید احمد صاحب قابل فروخت موجود ہے جس کے فروخت کرنے کا مالکان کی طرف سے مجھے اختیار دیا گیا ہے۔ لہٰذا اس اعلان کے ذریعہ احباب کی خدمت میں اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ جو دوست اس موقعہ سے فائدہ اٹھانا چاہیں۔ وہ خاکسار کے ساتھ خط وکتابت فرمائیں۔ یہ اراضی دارالانوار کے ایسے حصہ کے ساتھ ملتی ہے۔ جو قادیان کی پرانی آبادی کے قریب تر ہے۔ اور نہایت باموقعہ اور اعلیٰ درجہ کی زمین ہے۔ قیمت یکمشت وصول کی جائے گی۔

فقط والسلام

خاکسار مرزا بشیر احمد قادیان ۱۸/۷/۴۷

کٹ پیس کا فینسی بنڈل صرف بیس روپیہ میں ‎20/-

اگر آپ بالکل ہی تھوڑی رقم سے اپنا کاروبار کرنا چاہتے ہیں یا گھر کیلئے ہر قسم کے کٹ پیس منگوانا چاہتے ہیں تو حسب ذیل بنڈل منگوا کر معقول فائدہ اٹھائیں ان بنڈلوں سے بہتر بنڈل کسی جگہ سے نہ ملیگا تمام کٹ پیس موسم گرما کے مطابق ہوگا۔

گاڈلی فسٹ بنڈل نمبر ۱ وزن ۵ پونڈ اس بنڈل میں کٹ پیس ہر قسم کی ورائٹی کے مطابق ہوگا۔ ٹکڑے اگر [illegible] ...

گاڈلی سیکنڈ بنڈل نمبر ۲ وزن ۵ پونڈ ... قیمت کا نمبر ‎20/-‎ ...

گاڈلی تھرڈ بنڈل نمبر ۳ وزن ۵ پونڈ اس بنڈل میں تمام کٹ پیس ... موسم گرما کے مطابق ہوگا اور تمام کٹ پیس سیکنڈ کوالیٹی ہوگا ... قیمت ‎20/-‎ ... چھینٹ ... لٹھا ... زنانہ مردانہ ... ہوگا۔ قیمت ‎20/-

نوٹ: ... قیمت پیشگی آنی ضروری ہے ... کل قیمت ... پیکنگ رجسٹری ...

منیجر گاڈلی کمپنی ہول سیل کٹ پیس مرچنٹس کراچی (سندھ)

اللہ بخش سٹیم پریس قادیان

کی بالکل نئی اور مضبوط بلڈنگ مع رہائشی مکان

واقعہ محلہ دار الفضل فروخت ہوتی ہے۔ جو صاحب بیع یا رہن لینا چاہیں وہ لے لیں۔ آئندہ کے لئے پریس اسی جگہ کرایہ مقررہ پر کام کرے گا۔ اندرون شہر میں بھی ایک مکان سہ منزل بالائی ہے۔ قابل فروخت ہے۔ شہری طرز کا خود یا کسی معتبر کے ذریعہ دیکھ کر قیمت کا فیصلہ کریں۔

چودہری اللہ بخش مالک اللہ بخش سٹیم پریس قادیان

۱۹۶

عمل جراحی کی حیرت انگیز دوائی۔ افسردہ ... لاعلاج ... ناسور ... بواسیر ... وغیرہ ... کے لئے تریاق ہے ... قیمت ... ایک روپیہ

ملنے کا پتہ: شفاخانہ رفیق حیات قادیان پنجاب

اندھیرے گھر کا چراغ

حب اٹھرا (رجسٹرڈ)

جن کے بچے چھوٹے ہی فوت ہو جاتے ہوں۔ یا مردہ پیدا ہوتے ہوں۔ یا حمل گر جاتا ہو۔ اس مرض کو عوام اٹھرا کہتے ہیں طبیب لوگ اسقاط حمل اور ڈاکٹر صاحبان مس کیرج کہتے ہیں۔ یہ نہایت ہی موذی بیماری ہے۔ اس نے ہزاروں گھر بے اولاد کر دئے جو ہمیشہ نونہال بچوں کی آرزو میں غم و مصیبت میں مبتلا رہتے ہیں۔ مولا کریم ہر ایک کو اس موذی مرض سے بچائے رکھے۔ آمین۔ اس بیماری کا مجرب علاج نظام جان مالک دواخانہ عین الصحت نے استادی المکرم حضرت نورالدین شاہی طبیب سے سیکھا ہے اور حضور ہی کے حکم سے ۱۹۱۰ء میں پبلک میں شائع کیا۔ اور احتیاطی رنگ میں گورنمنٹ آف انڈیا سے اپنے دواخانہ کے لئے رجسٹرڈ کرایا ہے۔ تاکہ پبلک کسی اور کے دھوکہ میں نہ پھنس جائے۔ حب اٹھرا مولانا استادی المکرم نورالدین رضی اللہ عنہ شاہی طبیب کا مجرب نسخہ ہے۔ یہ نسخہ نہ کوئی اور شخص بنا سکتا ہے۔ اور نہ ہی فروخت کر سکتا ہے۔ ہوشیار رہیں۔ صرف دواخانہ ہذا کے لئے رجسٹرڈ ہے۔ اس کے استعمال سے بفضل خدا ہزاروں گھر صاحب اولاد ہو چکے ہیں۔ حب اٹھرا کے استعمال سے بچہ ذہین۔ خوبصورت اور تندرست اٹھرا کے اثرات سے محفوظ پیدا ہو کر مایوس والدین کے لئے دل کی ٹھنڈک ہوتا ہے منگوا کر استعمال کرا کر قدرت خدا کا مشاہدہ کریں قیمت فی تولہ عہ مکمل خوراک ۱۱ تولہ یکدم منگوانے پر للعہ روپیہ علاوہ محصول نصف منگوانے پر صرف محصول معاف نوٹ۔ ہمارے دواخانہ میں ہر قسم کی مجرب ادویہ برائے امراض زنانہ و مردانہ بچوں اور آنکھوں کیلئے تیار رہتی ہیں۔ آرڈر دیتے وقت بیماری کا مفصل حال تحریر کیا جائے

المشتہر حکیم نظام جان اینڈ سنز دواخانہ عین الصحت قادیان

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

اسمبلی کے ۲۶ جولائی کے اجلاس میں مسٹر سی ایس رنگا آئر کی مالابار کو علیحدہ صوبہ بنائے جانے کی قرارداد پر غور کیا گیا۔ موافق و مخالف تقریروں کے بعد ہوم ممبر کے اعلان کیا۔ کہ مقامی حکومت کی رائے مالابار کی علیحدگی کے خلاف ہے۔ وہائٹ پیپر میں بھی مالابار کی علیحدگی کا کوئی ذکر نہیں۔ تاہم اس اجلاس کی کارروائی وزیر ہند کو بھیج دی جائے گی۔

جمعیتہ احرار نے اپنے امرتسر کے خفیہ اجلاس میں یہ قرارداد پاس کی ہے۔ کہ کپورتھلہ پر چڑھائی کرنے کے لئے تمام ماتحت مجالس کو ہدایت کی جائے۔ کہ وہ فوراً رضاکار بھرتی اور فنڈ جمع کریں۔ اور تمام نظام درست کر کے دوسرے حکم کی منتظر رہیں۔

گاندھی جی ۲۳ جولائی کو لکھنؤ پہنچے۔ جم غفیر نے سٹیشن پر استقبال کیا۔ پولیس نے گاندھی جی کی حفاظت کے متعلق معقول انتظام کر رکھا تھا۔

وبائی ہیضہ کے متعلق ۲۶ جولائی کی پٹنہ کی اطلاع مظہر ہے کہ ضلع کے ۷۵ دیہات میں ہیضہ پھوٹ پڑا ہے۔ جو سرعت بڑھ رہا ہے۔

یوپی کے آدی ہندو لیڈروں کی کانفرنس ۲۳ جولائی کو کانپور میں منعقد ہوئی۔ جس میں گاندھی جی کے ہریجن دورہ کو اچھوتوں کے مفاد کے خلاف قرار دیا گیا۔ اور اس کی مذمت کی گئی۔

انگلستان میں طویل خشک سالی کے بعد ۲۵ جولائی کو مینہ اور آندھی کا زبردست طوفان آیا۔ لنڈن میں متعدد سڑکوں پر کئی کئی انچ پانی جمع ہو گیا۔ گاڑیوں کی آمدورفت رک گئی۔

امریکہ میں جو شدید گرمی پڑی۔ اس کے متعلق نیویارک کی ۲۴ جولائی کی خبر مظہر ہے۔ کہ فی گھنٹہ پندرہ اموات ہو رہی ہیں۔ خطرہ ہے کہ تمام درخت اور پودے تباہ ہو جائیں گے۔ ہزارہا مویشی ہلاک ہو چکے ہیں۔ دس کروڑ ڈالر کے نقصان کا اندازہ کیا جاتا ہے۔ جنگلات میں آتش زدگی کے شدید حادثات ہو رہے ہیں۔

آسٹریا میں ایک بغاوت پھوٹ پڑی ہے۔ دارالسلطنت وی آنا سے ۲۴ جولائی کی اطلاع سے ظاہر ہے۔ کہ گورنمنٹ کے ہیڈکوارٹروں پر باغی نازیوں نے قبضہ کر لیا ہے۔ ڈکٹیٹر ڈولفس کو قتل کر دیا گیا۔ اور اس کے ساتھیوں کو گرفتار کر لیا۔ ملک میں مارشل لاء نافذ ہو گیا ہے۔

ڈاکٹر اقبال کو قانون سینما کے ماتحت پنجاب بورڈ آف فلم سنسرز کا رکن نامزد کیا گیا ہے۔

سر ہیگ کو اسمبلی کے صدر و ارکان نے ۲۵ جولائی کو شملہ میں الوداعی دعوت دی جس میں انکی قابلیت کا اعتراف کیا گیا۔

دم دار ستارہ کے رونما ہونے کے متعلق دہلی کا اخبار الجمعیتہ ۲۸ جولائی لکھتا ہے۔ ۲۳ جولائی کی شب کو ۹ بج کر ۵۴ منٹ کے قریب آسمان سے ایک بہت بڑا ستارہ ٹوٹتا ہوا نظر آیا۔ جو مشرق کی طرف جا گرا۔ اس کے ٹوٹنے کے وقت چاروں طرف بے حد روشنی پھیل گئی۔ روشنی کا رنگ قدرے نیلگوں تھا۔ لوگ اسے کسی بڑی آفت کا پیش خیمہ سمجھ رہے ہیں۔

بنارس میں ۲۷ جولائی کو جب گاندھی جی آل انڈیا کانگرس کی ورکنگ کمیٹی کی شرکت کے لئے پہنچے۔ تو سٹیشن پر سیاہ جھنڈیوں سے ان کا استقبال کرنے والے بھی موجود تھے۔ ورکنگ کمیٹی میں ہر ممکن کوشش کی گئی۔ کہ مالویہ جی اور مسٹر اینے پارلیمنٹری بورڈ سے علیحدہ نہ ہوں۔ مگر ۲۸ جولائی کی خبر ہے۔ کہ انہوں نے پارلیمنٹری بورڈ سے استعفیٰ دے دیا ہے۔

سیاسی قیدیوں کی رہائی کے متعلق شملہ کی ۲۶ جولائی کی اطلاع ہے۔ کہ لارڈ ولنگڈن اپنی واپسی پر ان کے متعلق اعلان فرمائیں گے

ریاست کپورتھلہ کے متعلق ہندو اخبارات کا بیان ہے۔ کہ ریاست کا انتظام پنجاب کے کسی آئی۔ سی۔ ایس کے سپرد ہونے والا ہے۔

حکومت سرحد نے سفری شفاخانوں کے اجراء کی مجوزہ سکیم کو عملی جامہ پہنانا شروع کر دیا گیا ہے۔ اور تحصیل صوابی میں دورہ کرنے کے لئے ایک لاری روانہ کی گئی ہے۔ جس میں ادویات رکھی ہیں۔ متحرک تصاویر کی مشین کے ذریعہ حفظان صحت کے اصول بھی لوگوں کے سامنے پیش کئے جائیں گے۔

آسٹریا کے متعلق ۲۷ جولائی کی خبر ہے۔ کہ باغیوں اور فوجوں کے درمیان جنگ شروع ہو گئی تھی۔ ۱۰۸ کے قریب آدمی قتل ہو چکے ہیں۔ باغی مغلوب ہو گئے ہیں۔

آسام کے متعلق شیلانگ کی ۲۷ جولائی کی خبر مظہر ہے۔ کہ سخت بارش ہو رہی ہے۔ اور سیلاب بہت نقصان کر رہا ہے۔ فصلیں تباہ ہو گئی ہیں۔ لوگ ملیریا میں مبتلا ہوتے جا رہے ہیں

شملہ کالکا ریلوے کے متعلق ۲۷ جولائی کی خبر ہے کہ لنڈا گھاٹ اور کنور ریلوے سٹیشن کے درمیان لائن پر پہاڑ گر پڑا۔ جس کی وجہ سے گاڑیوں کی آمدورفت میں رکاوٹ پیدا ہو گئی۔

لنڈن کی ۲۷ جولائی کی خبر ہے۔ کہ توقع کی جاتی ہے۔ جائنٹ سلیکٹ کمیٹی کی رپورٹ زیادہ سے زیادہ نومبر کے وسط میں پیش کی جائے گی۔ اور کرسمس سے پہلے انڈیا بل کی دوسری خواندگی ہو جائے گی۔

لارڈ ولنگڈن وائسرائے ہند کی لنڈن سے واپسی کے متعلق گزٹ آف انڈیا میں اعلان کیا گیا ہے۔ کہ ۱۶ اگست بذریعہ ہوائی جہاز کراچی پہنچیں گے۔ اور اپنے عہدہ کا چارج سنبھال لیں گے۔

ہندو اور مسلمانوں کا ایک وفد سر ہیری ہیگ ہوم ممبر کے پاس ۲۷ جولائی کو گیا۔ جس نے اس بات پر زور دیا۔ کہ نئے کانسٹی ٹیوشن میں بنیادی حقوق بھی شامل کئے جائیں۔ اور ملکہ وکٹوریا کے اس اعلان کو آئینی شکل دی جائے۔ کہ مذہبی معاملات میں گورنمنٹ کسی قسم کی مداخلت نہ کرے گی۔

مدراس کی ۲۷ جولائی کی خبر ہے۔ کہ ایک ہندو ممبر نے قانون انتقال اراضی مدراس ۱۹۳۴ء کے نام سے مدراس کونسل میں ایک بل پیش کرنے کا ارادہ ظاہر کیا ہے اور وجہ یہ بیان کی ہے۔ کہ کاشتکاروں کے ذمہ ساہوکاروں کا قرضہ حد سے بڑھ گیا ہے۔ حکومت کا فرض ہے۔ کہ کاشت کاروں کی حفاظت کرے۔

سکندر آباد کی ۲۶ جولائی کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ ایک سرکاری افسر کی بیوی نے اپنی نوکرانی کو گرم لوہے سے داغ دئے۔ اور اس کی آنکھوں میں نمک مرچ ڈالا۔ جس سے اس کی آنکھیں جاتی رہیں۔ پولیس اس معاملہ کو اپنے ہاتھ میں لے رہی ہے۔

سر آغا خاں کے اس خفیہ خط کی نسبت جس میں کہا جاتا ہے۔ کہ انہوں نے اپنی خدمات کے صلہ میں ریاست کا مطالبہ کیا تھا۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ انہوں نے سندھ کی حکومت کے لئے درخواست کی تھی۔ اور کہدیا تھا۔ وہ سندھ کی اقتصادی بدحالی کو دور کر کے اسے ایک متمول صوبہ بنا دیں گے۔

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا۔ اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی